اہل بیتؑ سے محبت نہ کرنے والوں سے ''ولایت'' کا سوال ہوگا

عظمیٰ بتول زیدی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

''وقفوهم انهم مسئولون'' ترجمہ ''انہیں روک لو۔ یقیناً ان سے پوچھا جائے گا'' (الصافات آیت ۲۴)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد

غایۃ المرام میں ابن شہر آشوب سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ محمد بن اسحاق شعبی، اعمش، سعید بن جبیر، عبداللہ ابن عباس، ابونعیم اصفہانی، حاکم حسکانی نطری اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اہل بیتؑ نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے۔ ''وقفوهم انهم مسئولون عن ولاية اهل البيت وحبهم''

انہیں روک لو۔ ان سے اہل بیت کی ولایت اور محبت کے بارے میں سوال ہوتا ہے (غایۃ المرام ص ۲۵۹۔ مناقب ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۱۵۲)

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

شیخ طوسی نے اپنی کتاب ''امالی'' میں عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہؓ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے کوئی وصیت کریں۔

آپؐ نے فرمایا اے ابن عباس علیؑ ابن ابی طالبؑ کو دوست رکھنا۔ اس اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے خدا کسی بندے کے اس وقت تک اعمال صالح قبول نہیں کرے گا جب تک اس سے ولایت علیؑ کے بارے سوال نہ کرلے خدا سب کچھ جانتا ہے۔ پس اگر وہ علیؑ کو دوست رکھتا ہوگا تو اس کے اعمال قبول کرلئے جائیں گے اور جس کے پاس ولایت علیؑ نہیں ہوگی اسے کوئی سوال کئے بغیر جہنم میں دھکیل دیا جائے گا (امالی شیخ طوسی ج ص ۱۰۲ باب ۴)

اہل سنت محدثین کی نقل کردہ احادیث

اس سلسلے میں شیعہ و سنی دونوں نے آنحضرتؐ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں اور اس بارے میں بھی بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں کہ کوئی اس وقت تک نہ پل صراط سے گزر سکتا ہے اور نہ جنت میں داخل ہوسکتا ہے۔ جب تک اس کے پاس علیؑ کے ہاتھوں کا لکھا ہوا پروانہ نہ ہو کہ یہ شخص محب اہل بیتؑ ہے۔ ہاشم بحرانی نے اس سلسلے میں تین روایات اہل سنت سے اور اٹھارہ روایات اہل تشیع سے نقل کی ہیں (غایۃ المرام ص ۲۵۹۔۲۶۱)

اہل سنت نے نقل کیا ہے کہ موفق بن احمد خطیب خوارزمی نے اپنی کتاب مناقب میں حسن بصری سے اور اس نے عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا روز قیامت علیؑ فردوس پر تشریف فرما ہوں گے جو کہ ایک بہشتی پہاڑ ہے۔ جس کے اوپر عرش الٰہی ہے۔ نیچے جنتی نہریں جاری ہیں۔ جو ساری جنت کو سیراب کرتی ہیں علیؑ کرسی نور پر بیٹھے ہوں گے۔ سامنے سے تسنیم بہشت جاری ہوگی۔ کوئی بھی پل صراط سے نہیں گزرے گا مگر یہ کہ اس کے ہاتھ میں ایک پروانہ ہوگا۔ جس میں لکھا ہوگا کہ یہ اہل بیتؑ کا دوست ہے۔ پس علیؑ اپنے دوستوں کو جنت میں لے جائیں گے اور دشمنوں کو دوزخ کے حوالے کردیں گے (مناقب خوارزمی ص ۳۱)

یہ روایت واضح طور پر دلالت کررہی ہے کہ امامت اور خلافت خاندان نبوت کے ساتھ مختص ہے۔

اداریہ

درندوں نے بدل ڈالی غمِ شبیرؑ میں فطرت
سرِ مقتل وہ لاشوں پہ صفِ ماتم بچھا روئے

اللہ تعالیٰ نے جس کا نام عرشِ معلیٰ پہ تحریر کر کے اُسے مقرب قدسیوں کے لئے اسمِ اعظم قرار دیا۔ ہم اس کربلا معلیٰ میں ہیں۔ ہمارے آنسوؤں کا ذخیرہ ہے کہ ختم ہونے ہی کو نہیں آتا۔ غم کے آنسو، سکتے کے آنسو، تحیر کے آنسو، نجات کے آنسو، قسمت کی یاوری کے آنسو۔ سارا کربلا موجود، آباد شہر کربلا، مقتل گاہ ہی تو ہے پاؤں رکھتے ہی شرم و حیا دامن گیر ہے۔

یہاں استاد العلماء علامہ محمد باقر چکڑالوی اعلی اللہ مقامہ کا ایک جملہ ذہن سے دل میں اُتر کر جگر کے پار گزرتا رہا کہ کربلا سے روانگی کے وقت سیدہ ام رباب نے زمین پر پاؤں سنبھل سنبھل کے رکھتی تھی کہ کہیں، وہاں اصغرؑ دفن نہ ہو۔

کربلا ایک ابدی تاریخ ہے اور سوگ و ماتم کا پیغام اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ ایسا پیغام جس سے الہامی کتب بھری پڑی ہیں۔ آدمی کے انسان بننے تک کے مراحل، انسان کے مسلمان بننے اور مسلمان کے مومن بننے تک کی منازل اس میں موجود ہیں۔

کربلا جہاں سسکیاں لے لے کر موت بھی دم توڑ گئی، جہاں اقلیت نے اکثریت کے تمام تر وسائل کو اپنی مظلومیت، بے کسی اور تنہائی سے نیست و نابود کر دیا۔ کربلاء جہاں اسمٰعیلی قبیلے کے شرفاء اور عرب کے اکھڑ بدو کھل کر سامنے آ گئے۔ جہاں رومی غلاموں کی اولاد اور غلاموں کو آزاد کرنے والوں کا آمنا سامنا ہوا۔

یہ محرم ۶۱ ہجری ہے...... صدیوں سے دورِ جاہلیت میں بھٹکنے والا عرب کا بدو...... بعثت رسولؐ کے بعد والی زندگی سے مانوس ہی نہ ہو پا رہا تھا...... گنے چنے اصحاب رسولؐ اسلام کی گہرائی و گیرائی سے آشنا ہو سکے...... باقی وفات رسولؐ کے بعد بالکل آزاد ہونے پر بضد نظر آئے...... جنگ احد میں شہادت رسول کی افواہ سنتے ہی وہ پرانی رسوم کی طرف آمادہ اور پلٹنے کا نعرہ لگا چکے تھے...... جن کے گھروں پر آویزاں جھنڈے ان کی خاندانی بے راہ روی اور ان کے مادر پدر آزاد ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے تھے وہ اسلام کو ایک معاشرتی بندھن تصور کرنے لگے...... اور وہ محرم رشتوں کے تمام تر اسلامی تقدس کو پامال کرنے پر تلے ہوئے تھے...... اور انہوں نے مدینہ سے بہت دور ایک خطہ دمشق کو اپنی مکمل آزادی کیلئے چن لیا اور دورِ جاہلیت کے ہم مزاج خاندان کو وہاں کی امارت اپنی مخصوص ہدایات کے تحت سونپ دی...... رشتوں کے مراتب کو مجروح کرنا ان کا آبائی شغل تھا...... اور مورخ نے دیکھا کہ سقیفہ سے دمشق تک اللہ کی صراطِ مستقیم کے متوازی ایک خط قائم ہو گیا...... مدینہ سے حجۃ الوداع تک کی تبلیغ کو...... خاکم بدہن...... بنی ہاشم کا ڈھونگ کہا جانے لگا...... ان اوباش ذہنوں میں رسالت کی گواہی کھٹکنے لگی...... وہ قرآنی آیات کو الہامی ماننے کیلئے تیار ہی نہ تھے اسلام کا ظاہری لبادہ انہوں نے اپنی مادی ضرورتوں کیلئے اوڑھ رکھا تھا ان کے اندر کا لجڈ وحشی، خونخوار بدو، دورِ جاہلیت کا کھلنڈرا مزاج لئے ہوئے زندہ تھا۔

کرائے میں...... حرا کی وحی کا امین...... حکیم کائنات کا فرزند، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی آغوش کا پروردہ، مباہلے کا گواہ، رسول اکرمؐ کا جانشین...... خاندانی

شرافت کی ضرب المثل ...... گوشہ نشینی کو ترک کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے نکلا ...... ناموس ہمراہ لئے ...... گویا نبوت کا سارا اثاثہ اس نے سازشی باطل کے مقابل لانے کا تہیہ کر لیا۔

فرزند رسولؐ حج کے دنوں میں صرف اور صرف حرمت کعبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ویرانوں، بیابانوں اور صحراؤں سے ہوتا ہوا اس مقام پر پہنچا جو جگہ ازل سے اس کی منتظر تھی۔

وہ اپنے وقت کا امام ...... طاغوت کی رگ رگ سے واقف ...... وہ ذوالعشیرہ اور فتح مکہ کے مسلمان کے فرق سے آگاہ تھا ...... خالق کی کبریائی کا روپ دھارے ...... فرات کے کنارے خیمہ زن ہو گیا ...... فرعونِ شام تمام اوچھے ہتھکنڈوں سے لیس، اپنی آبائی خباثتوں کے ساتھ، امام حسینؑ کے ہی نہیں اسلام کے روبرو آ کھڑا ہوا ...... رحمان و شیطان کے نمائندے آمنے سامنے تھے ...... خطیب منبر سلونی کے وارث نے ...... اپنے الٰہی مزاج اور تیور کے ساتھ خطبات ارشاد فرما کر عرب کی فصاحت و بلاغت کو زیر و زبر کر کے رکھ دیا۔

عزادارانِ حسینؑ! آج بھی کریم کربلا، خلیل نینوا، فرزند رسولؐ و بتولؑ کا استغاثہ بازگشت بن کر فضا میں گونج رہا ہے اور وہ آج بھی انسان کے اندر کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہا ہے ...... وہ آج بھی یزیدیت سے مخاطب ہے ...... یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ آج بھی لشکر یزید سے کہہ رہا ہے ...... اے میرے باپ کی تلوار کے مالِ غنیمت پر پلنے والو! ...... آج بدر و احد، خیبر و خندق، صفین و نہروان کے میدانوں کی لاشیں تمہاری بینائی میں سمٹ آئی ہیں ...... تم کربلا میں کسی دین کے احیاء کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے ...... بلکہ تم صرف اور صرف ان مقتولین کے ورثاء کی حیثیت سے یہاں جمع ہوئے ہو ...... تمہارے درمیان بنی ہاشم سے تعصب ہی وجہ اشتراک ٹھہرا ہے۔

یہ کربلا آج نہیں بنی اور نہ ہی میں اس کیلئے اب تیار ہوا ہوں ...... میں اس کربلا کو ماں کی گود ...... ماں کی آغوش ...... باپؑ کے پہلو اور بھائیؑ کی ہمراہی میں بچپن سے دیکھتا رہا ...... یہ کربلا کئی دفعہ بنی مگر وہ اسے آج کے دن کیلئے ٹالتے رہے ...... کہ تمہارے نابالغ ذہنوں میں اسلام کی سچائی کو دل سے تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ تھی ...... آج میرے امتحان کا نہیں ...... تمہارے امتحان کا دن ہے کہ تم اپنے امام وقتؑ سے کیا سلوک کرتے ہو؟ ...... میں تمہارے سامنے اپنے عزیز و اقرباء کے لاشے اٹھاتا رہا ...... تم نے مجھے نڈھال کرنا چاہا مگر یاد رکھو میں نظریہ بدر و حنین کیلئے اتنا ہی تازہ دم ہوں ...... جتنا دعوت ذوالعشیرہ پر میرا بابا تھا ...... یا خندق کے روز میرا باپؑ تھا ...... یا صلح کی شرائط میں اپنے مخاطب سے اعتراف جرم و گناہ کراتے وقت میرا بھائیؑ تھا۔

ہم عرب کے مزاج کا منظر اور پس منظر بخوبی جانتے ہیں اور اگر ہمارے اعصاب توانا و مضبوط نہ ہوتے تو تم ...... وحی سے کب کے منکر ہو گئے ہوتے ...... مگر ہم تمہارے تخیلوں کو دربار شام میں تاریخ کے سامنے بے نقاب کرنے کا ارادہ لے کر مدینہ سے نکلے ہیں ...... میں انتہائی پیاسا اور شدید زخمی ہی نہیں ...... تنہا بھی ہوں ...... مگر میرے ایک حملے سے ابھی تم کوفے تک جا نکلو گے۔

میں اتمامِ حجت کیلئے اپنا تعارف دہرا رہا ہوں نبوت کا لعاب میری گھٹی میں ہے ...... میں فرزند رسولؐ و بتولؑ ہوں ...... امامت میرا منصب ہے مجھے امیر المومنینؑ کا بیٹا ہونے کا اعزاز حاصل ہے، مجھے فخر ہے کہ میں صاحب منیٰ کا فرزند ہوں ...... میں حسنؑ کی تربیت ہوں ...... یہ اتمام حجت ہے ایک حجت خدا کی طرف سے ...... یاد رکھو! تم میرے سانس بند کر کے اپنے لئے توبہ کا دروازہ بند کر لو گے ...... انعام کا جتنا لالچ تمہیں اپنے امیر سے ہے اس سے کئی لاکھ گنا زیادہ میں تمہیں ایک سوال کے عوض عطا کر سکتا ہوں مگر تم نسلاً بھکاری ہو ......

سنو اور اس پر بحث کرو کہ ...... کہکشاں ہماری رہگزر ہے، ستارے ہمارے نقش قدم ہیں، قطب ہم سے سمت کا تعین کرتا ہے ...... قاب قوسین ہماری منزل ہے

، بیت المعمور ہمارا پڑاؤ ہے، بسم اللہ ہمارا افتتاحیہ اور بلغ ما...... اختتامیہ ہے، انما...... ہماری طینت ہے الف لام میم...... ہمارا تعارف ہے، والعصر ہماری حیثیت ہے، سورہ نحل ہمارا ماضی ہے، والفجر ہماری رنگت ہے، فی القربا ہماری قیمت ہے، سورہ دہر ہماری سخاوت ہے، من ایشری ہمارا استحقاق ہے...... طہ...... ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے، مزمل...... ہمارا حجاب ہے، سورہ قدر...... میں ہماری قدریں ہیں، ہم حالت نماز میں قبلوں کا تعین کرنے پر قادر ہیں اور رکوع میں فروع کی دیگر ضرورتیں پوری کرنے کی توفیق رکھتے ہیں ...... ہماری وضعداری ہی کا نام شریعت محمد اکرم ابراہیمی ہیں...... مگر جو نبوت کی ۲۳ سالہ تبلیغ کا اثر نہ لیں وہ امامت کے استغاثہ سے کب سنوریں گے؟ تم انعام کے لالچ میں اپنے ہی پیغمبرؐ کے ناموس کو رسوا کرنے پر تلے ہوئے ہو...... اور یہی تمہارے لئے دائمی عذاب کا موجب بنے گا۔

عزاداری حضرت امام حسین علیہ السلام کی اہمیت وافادیت وثواب کے بارے میں معصومینؑ کی احادیث کا ایک ذخیرہ موجود ہے جس میں عزاداری حضرت امام حسین علیہ السلام کو بجالانے کی تاکید بھی کی گئی ہے اور حکم بھی...... حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ محرم الحرام کو منانے کی اتنی تاکید کیوں فرماتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ میں محرم منانے کی اس لئے تاکید کرتا ہوں کہ کہیں تم اسے بھی غدیر کی طرح بھول نہ جاؤ"۔

عزاداری حضرت سید الشہداؑ کی عظمت کا یہ پہلو انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ تو عہد نبوت میں ہی ہونے لگا تھا اور کسی بھی واقعے کا وقوع سے قبل شہرت اختیار کرلینا اس کے غیر معمولی ہونے کی سب سے اہم اور قوی دلیل ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب کے رونے کا بے بہا ثواب کیوں رکھا ہے حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے مصائب پر گریہ کرنے والا قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہوگا۔ امالی صدوقؒ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے بے گناہ بہائے گئے خون پر آنسو بہائے یا ہمارے غصب شدہ حق کو یاد کرے اور ہمارے ناموس کے بازاروں اور درباروں میں جانے یا ہمارے کسی شیعہ کے دکھ پر غمزدہ ہو تو اللہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا......

اب اس حدیث کے آخری حصہ کو ملاحظہ فرمائیں کہ معصومؑ اپنے کسی شیعہ کے دکھ پر غمزدہ ہونے والے کو بھی جنت کی بشارت دے رہے ہیں کیا غم حسینؑ سے وابستگی کا یہ بہت بڑا اجر نہیں ہے؟ غم حسینؑ کے اثرات کو محسوس کرنے والے کے دکھ کو محسوس کرنے والا بھی جنت کا مستحق ہے خصال صدوقؒ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

"ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہیں ہماری خوشی میں خوش، ہماری غمی میں غمزدہ اور ہماری راہ میں جان ومال قربان کرتے ہیں یہ لوگ ہمارے لئے ہیں اور ہمارے پاس آئیں گے۔ اب اس حدیث میں آپؑ نے ایسے لوگوں کو اپنے لئے قرار دیا ہے جو ان کی خوشی میں خوش اور غم میں غمزدہ رہتے ہیں...... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہمارے اوپر کئے گئے مظالم کی یاد میں ایک آہ تسبیح خدا ہے اور ان مظالم کی یاد میں غم عبادت ہے۔ آپ لوگوں پر واجب ہے کہ اس بیان کو زر سے لکھ لو"۔

اب اس حدیث میں غم حسینؑ کو عبادت شمار کرنے کی تاکید کی گئی ہے...... کسی سے بھی وابستہ کسی شخص کو اس متعلقہ شخصیت کی طرف سے اس کے شایان شان اجر کا عطا کرنا ایک بیش بہا عطیہ ہے۔

معصومینؑ سے وابستگی کا اجر یہ بھی ہے کہ کامل الزیارات میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو ہماری محبت کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچے اور وہ ہمارے مصائب کو یاد کرے اللہ اس کو جنت میں جگہ دے گا اور آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا اب خاندان تطہیر کے غم منانے والے انسان کی اپنی مصیبت

کے دوران محمدؐ و آل محمدؐ کے مصائب کو یاد کرنے والے کا اجر جنت قرار دیا جانا کتنا بیش بہا ہے اسکا اندازہ لگانا بہت ہی مشکل ہے کتنی احادیث اس امر کی شاہد ہیں کہ غم حسینؑ میں لکھا جانے والا ایک شعر جنت کے اجر کا مستحق ہے کسی بھی فعل کا اجر اس کی عظمت کی نشاندہی کرتا ہے۔

ایک معروف جملہ ہر غمزدہ عزادار کی زبانوں پر ہے کہ ہر دل میں قبر حسینؑ ہے، آیت اللہ جعفر شوستری خصائص حسینیہ میں فرماتے ہیں کہ عزادار کا حق بنتا ہے کہ جس دل میں قبر حسینؑ ہے اس دل کا احترام کیا جائے اور اس کو پاک و پاکیزہ رکھا جائے اس دل میں قطعاً کسی قسم کی آلودگی نہیں ہونی چاہیے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے وابستہ ہونے کے بعد ہر انسانی فعل کا رخ عبادت قرار پاتا ہے پانی پینا انسانی زندگی کے معمول میں شامل ہے اور اسے زندگی قرار دیا گیا ہے مگر جناب داؤد رقی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص پانی پینے کے بعد امام حسین علیہ السلام کے قاتل پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکی کا اضافہ فرماتا ہے، ایک لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے ایک لاکھ درجہ میں اضافہ فرماتا ہے نیز ایسے شخص کو ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور روزِ محشر وہ پاکیزہ دل محشور ہوگا۔

معصومینؑ نے خود امام حسین علیہ السلام کی عزاداری قائم کی اور اس کی قیادت سے آگاہ فرمایا، شہاب زہری حکومت کا آدمی ہے۔۔۔۔۔آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے ''حضرت امام زین العابدینؑ'' نامی تفصیلی مقالے میں اس شخص کے حکومتی کارندہ ہونے پر وضاحت سے بحث بھی کی ہے۔

علامہ علی نقی فرماتے ہیں کہ یہ ہشام کا درباری ہونے کے ساتھ ساتھ دل میں ایک نرم گوشہ حضرت امام سجاد علیہ السلام کیلئے بھی رکھتا تھا، ایک دفعہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس آیا اور اپنے بیٹے کی شادی کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی، آپ نے فرمایا کہ واقعہ کربلا کے بعد میں ایسی تقاریب میں شرکت نہیں کرتا، یہ بات شہاب زہری کے دل میں رک گئی اور آخر ایک دن اس نے مجلس امام حسینؑ کا اہتمام کیا اور حضرت امام سجاد علیہ السلام کو اس میں دعوت دی، آپ نے اس دعوت کو قبول فرمایا اب ہشام سے تعلق و رابطہ رکھنے کی وجہ سے شہاب نے بڑی احتیاط سے لوگوں کو اکٹھا کیا۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام تشریف لائے ذاکر نے خطاب کیا صاحب عزا جب سامنے ہو تو مجلس عزا کا کیا رنگ ہوگا؟ زہری نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کیلئے خصوصی نشست کا اہتمام کیا مگر جب مجلس تمام ہوئی تو زہری نے دیکھا کہ مقام نعلین پر تشریف رکھتے ہیں، زہری گھبرا کے سراپا سوال بن کر رہ جاتا ہے اس کے تحیر کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں کہ زہری تجھے کیا معلوم کہ مجلس عزا میں کون کون تشریف فرما ہے؟

اب اس روایت کے کئی پہلو غور و فکر کا تقاضا کرتے ہیں، زہری صرف نرم گوشہ رکھتا ہے، شیعہ نہیں، نیز یہ مجلس بھی اس کے گھر میں ہے تو بھی احترام مجلس میں مقدس ہستیوں کی موجودگی کا ذکر پایا جاتا ہے اور راوی بھی خود حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔

عزادارانِ حسینؑ! اللہ تعالیٰ وہ دن جلد دیکھنا نصیب کرے جب اس زمانے کے وارث عزا حضرت ولی العصر (عج) حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجلس عزا میں تشریف فرما ہوں تو پرسہ دینے اور لینے کا انداز ہی اور ہوگا اور پھر یہ کتنا قبول پرسہ ہوگا۔

شہادت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام پر مقرب ملائکہ نے ماتم کیا، انبیاء علیہم السلام نے گریہ کیا، زمین و آسمان سے عذاب کے آثار شروع ہوئے، سورج کو گرہن لگ گیا، آسمان سے خون برسنے لگا، ساتوں زمینوں اور ساتوں زمینوں کی مخلوق نے ماتم کیا، جنّ پریوں نے گریہ کیا (نفس المہموم ص ۶۸)

آسمان پر شفق کی سرخی کربلا سے پہلے نہ تھی بیت المقدس کے پتھروں، پہاڑوں، دریاؤں کی مخلوق سوگوار اور غم زدہ ہوگئی، جنات نے نوحے کیے۔

ریاض الاحزان کے ص ۹۲ پر یہ روایت درج ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ روز عاشورا کے بعد لاش ہائے مقدسہ کے دفن کرنے تک ہر دن کے وقت غروب قبلہ طرف سے ایک شیر آتا تھا اور صبح کو مغرب کی طرف واپس چلا جاتا تھا وہ لاشوں میں آتا تھا ہر ایک لاش پر جا کر اس کو سونگھتا اور آگے بڑھ جاتا میری حیرت کی انتہا نہ رہی

جب میں نے دیکھا کہ شیر ایک جسم اطہر پر آکر رک گیا اور اس کے خون سے لپٹا سر اور منہ سرخ کرنے لگا اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ انتہائی کرب میں ہے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں یہ دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے۔

یہ روایت بھی تمام کتب میں موجود ہے کہ روز محشر دروازۂ جنت پر امام حسین علیہ السلام اپنے ماتم داروں اور عزاداروں سے پُرسہ لیں گے، عرصۂ محشر کا یہ پُرسہ کتنا درد انگیز ہوگا؟ جب شہدائے کربلا کی موجودگی میں عزاداری ہوگی تو وہ کیسا سماں ہوگا؟ عزاداری حضرت امام حسینؑ کے جہاں اجر وثواب و درجات ہیں وہاں اس کے تقاضے بھی ہیں خون حسینؑ کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت منتقم آل محمد (عج) کے ذریعے یہ بدلہ چکائے گا۔

عزاداران سید الشہداءؑ.....جن جن ذہنوں کو مادیت نے مصلحتی اور شیروانی مزاج دے رکھا ہے اس خطبے کا مخاطب ہر وہ شخص ہے، حسینؑ ہر اس سے مخاطب ہیں جن کی فکریں یزیدی ہیں.....زمانے کی آسائشوں اور مصلحتوں میں الجھے ہوئے ضمیر سے آج بھی حضرت سید الشہداءؑ مخاطب ہیں.....خدانخواستہ ہم اپنے وقت کے امامؑ کے ساتھ کہیں اہل کوفہ جیسا سلوک تو نہیں کر رہے؟.....کیا ہم اپنے وقت کے امامؑ کے انصاران بننے کے قابل ہیں؟.....یہ موت، یہ قبر، یہ برزخ، یہ جنت یہ دوزخ تو انسان اپنے لئے خود منتخب کرتا ہے جو بھی اپنے وقت کے امامؑ سے آنکھیں چرائیگا.....تو وہ صرف ولی العصر (عج) ہی کا مجرم نہ ہوگا بلکہ خدا اور رسولؐ کا بھی مجرم ہوگا کیونکہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ہمارے چہرے کو دیکھو اگر ہم خوش ہیں تو پھر تم سے تمہارا رسولؐ تمہارا خدا بھی خوش ہیں اور جن سے ہم ناراض ہو جائیں تو پھر اسے خدا کو راضی کرنے کی خود خدا بھی توفیق نہیں دیتا.....آئیں بارگاہ صاحب العصرؑ میں تجدید عہد کرکے اسے یقین دلائیں کہ ہم آپؑ کے ظہور پر بھی کچھ آپؑ کی نذر کرنے کیلئے بے قرار ہیں۔

بقول سید العلماء علامہ علی نقی شہادت حسینؑ سجدہ اور خنجر سے عبارت ہے، ہم سجدہ کو تو بھول گئے اور خنجر کو لئے ہوئے ہیں.....شہادت امام حسینؑ کا ایک مقصد ہے اس مقصد کے حصول کے واسطے ہی عزاداری کی جاتی ہے۔ عزاداری کا ثواب اور فائدہ دنیا میں بھی ہے اور وہ راہ حق پر قائم رہنا، نیکی کی طرف رغبت، ظلم سے نفرت، مظلوم سے ہمدردی، اسلامی احکام کی پاسداری، گناہوں سے دوری، اہل البیت علیہم السلام سے اظہار عقیدت کی شکل میں ہے اور اخروی فائدہ نجات اور ابدی سکون ہے۔

عزاداری امام حسینؑ کا تقاضا یہ ہے کہ جس راستے پر کربلا والے گامزن تھے، انہوں نے اپنے خون سے جس مشن کی حفاظت چاہی ہم ان کے پرستار، صاحبان تقویٰ ہوں اور جس اسلام کو بچانے کیلئے ان کی جانیں نذر ہوئیں اس کے ضابطۂ حیات پر مکمل عمل کریں، کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور کی مہلت صرف اور صرف عبادت خدا کیلئے مانگی تھی اور حق و باطل کے اس فیصلہ کن معرکے کا دارومدار امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر تھا اور یہی مقصد و اصول لے کر حضرت صاحب العصر (عج) ظہور فرمائیں گے آپؑ کے ناصران میں شب بیدار، زاہد، صاحبان تقویٰ، نمازوں کو اول وقت میں ادا کرنے والے، صالحین ہونگے، یہ ناصران امامؑ کی شرائط میں شامل ہے۔

ان شرائط سے صرف نظر کرنے والا دعائے ظہور امامؑ کس خواہش کی بنا پر کرے گا، ولی العصرؑ حجاب غیبت میں بھی خون رونے والے عزادار ہیں، وہ ظہور کے بعد ہر شخص کے قول، فعل، عمل ہی کو اپنی معرفت و عقیدت کا معیار قرار دیں گے اور پھر منتقم آل محمد (عج) تو اللہ کی جباری، قہاری کیفیت کا مظہر ہونگے وہاں کوئی سفارش، چالاکی، عیاری کام نہ دے گی وہاں صرف اور صرف کھری نیتوں اور نکھرے اعمال کے سودے ہونگے، آج زمانے پر شب عاشور طاری ہے اور اپنے وقت کا حسینؑ نگران آنکھ سے ملاحظہ فرما رہا ہے کہ اسے کون چھوڑ رہا ہے؟ اور کون اس اندھیرے میں سحر کے انتظار کی دعاؤں سے ان کا ساتھ دینے پر تیار ہے؟

✿✿......✿......✿✿

باب الحوائج موسیٰ کاظمؑ کے فیض سے
اے کردگار مجھ کو دائمی سکون دے

باب الحوائج حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

تحریر: علامہ سید ذیشان حیدر جوادی
انتخاب و پیشکش: محمد تقی رضا ڈوگر۔ ایم بی اے

ماہ صفر ۱۲۸ھ کی ساتویں تاریخ تھی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مع اپنی اہلیہ محترمہ جناب حمیدہ خاتون حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے تھے اور واپسی میں مکہ و مدینہ کے درمیان مقام ابواء میں مقیم تھے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ آئمہ طاہرینؑ ایسے اوقات میں بھی سفر حج کو نظر انداز نہیں فرماتے تھے۔ جب گھر میں ولادت میں صرف دو مہینے باقی رہ گئے تھے اور سفر بھی اس دور کا سفر تھا جب آج جیسے وسائل یقیناً فراہم نہیں تھے اور تقریباً ۵۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ اونٹوں کے ذریعے طے کرنا ہوتا تھا اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس قدر اس سفر اور عمل کی اہمیت آئمہ طاہرینؑ کی نگاہ میں تھی اسی قدر ان کی ازواج مطہرات کی نگاہ میں بھی تھی ورنہ ان حالات کا لحاظ کر کے معذرت کر لیتیں اور سفر کو آئندہ سال کیلئے ملتوی کر دیتیں جو دور حاضر کا عام طریقہ کار ہے۔

بلکہ یہیں سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ ازواج آئمہ معصومینؑ بھی حج بیت اللہ کیلئے جاتی تھیں یا نہیں اور اس فریضہ کا تعلق صرف مردوں سے ہے یا عورتوں سے بھی ہے۔ یقیناً حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں تین طرح کی استطاعت کی شرط ہے۔ مالی استطاعت، بدنی استطاعت اور راستہ کی استطاعت۔ اگر بعض ازواج کی زندگی میں حج کا تذکرہ نہیں ہے تو یہ عین ممکن ہے کہ یہ ان کی عدم استطاعت کا نتیجہ ہو جس طرح کہ بے شمار مومنین مخلصین عدم استطاعت کی بنا پر اس سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں اور اس کا کوئی تعلق مرد اور عورت کے فرائض کی تفریق سے نہیں ہوتا ہے ورنہ استطاعت اور وجوب کے بعد حج نہ کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

جناب حمیدہ خاتون کا بیان ہے کہ میرے فرزند نے ولادت کے بعد رخ آسمان کی طرف کیا اور زبان پر کلمہ شہادتین جاری کیا جو اس سے پہلے کے معصومینؑ کے آغاز حیات کا طریقہ کار رہا ہے اور آپؑ کے داہنے بازو پر یہ آیت کندہ تھی
"تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا"

آپؑ کا اسم گرامی موسیٰ قرار پایا اور مشہور لقب کاظم ہوا جس کے معنی غصہ کو پی جانے والے کے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس لقب کی ایک مصلحت یہ بھی ہو کہ پیغمبران اولوالعزم میں جس میں موسیٰؑ کا ذکر آتا ہے ان کی صفت قرآن مجید نے "غضبان" بیان کی ہے تو قدرت نے چاہا کہ ایک موسیٰ کاظم بھی پیدا ہو جائے تا کہ دونوں طرح کے الٰہی کردار سامنے آ جائیں اور تاریخ نبوت و امامت سے یہ فرق بھی واضح ہو جائے کہ اگر قہر و جلال کا مرقع دیکھنا ہو تو نبی موسیٰؑ کو دیکھو اور اگر حلم و تحمل پروردگار کا نمونہ دیکھنا ہو تو امام موسیٰؑ کو دیکھو۔

نام موسیٰؑ میں ایک مصلحت الٰہی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپؑ کے قاتل کا نام ہارون تھا۔ تو قدرت نے روز اول یہ واضح کر دینا چاہا کہ انسان ناموں کے فریب میں نہ آئے اور کردار پر مکمل نگاہ رکھے ورنہ یہی ہارون ایک وقت میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ہمراز و دمساز، معاون و مددگار بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے وقت میں ایک موسیٰ کا قاتل بھی ہو سکتا ہے۔ اصلی اور نقلی، حقیقی اور جعلی میں یہی واقعی فرق ہے اور شاید یہی راز تھا کہ جناب موسیٰؑ نے جناب ہارون کے وزیر بنانے کی درخواست پروردگار سے کی تھی کہ پروردگار ہارون کو وزیر بنائے گا تو وہ ہارون

صاحب ایمان اور نیک کردار ہوگا اور انسان کسی ہارون کو بادشاہ اور خلیفہ بھی بنا دے گا تو وہ نالائق اور نااہل ہی رہے گا۔ میں نے ایک موقع پر اس مضمون کو اس طرح نظم کیا تھا

دنیا کا امن لوٹ کے مامون بن گئے
دولت سمیٹی اتنی کہ قارون بن گئے
ان بندگانِ زر کی سیاست تو دیکھئے
موسیٰؑ کو زہر دے کے بھی ہارون بن گئے

آپؑ کے دیگر القابات

آپؑ کے دوسرے القابات میں عبد صالح، صابر، امین اور باب الحوائج وغیرہ زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ کنیت ابوالحسن الاول، ابو ابراہیم، ابوالحسن، ابوعلی، ابو اسماعیل وغیرہ۔

باب الحوائج کی تفسیر یوں بیان کی جاتی ہے کہ آپؑ کے روضہ مبارک سے برابر آج تک معجزات اور کرامات کا ظہور ہو رہا ہے اور بعض اہل قلم نے تو ان واقعات کو جمع کر کے مکمل کتابیں بھی تالیف کر دی ہیں اور عینی شاہدین کے بیان کے مطابق ان کرامات کو جمع کیا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ بغداد میں ان خونریز واقعات کے بعد جس میں دجلہ کا پانی کسی دن تک رنگین رہا۔ مذہب تشیع کا باقی رہ جانا بھی حضرت امام موسیٰ کاظم بن جعفرؑ کی ایک زندہ کرامت ہے۔ جس سے کسی قیمت پر انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مصائب تو آپؑ کی زندگی میں آتے ہی رہے لیکن جس طرح قتل کے مصائب سے سلسلۂ امامت نہیں منقطع ہو سکا تھا اسی طرح بعد کے مصائب سے سلسلہ مذہب اہل بیتؑ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکا اور امام شافعی کا یہ ارشاد صحیح ثابت ہوا کہ قبر میں موسیٰ کاظمؑ ایک تریاق مجرب ہے۔

آپؑ کی ولادت مروان الحمار کے دور حکومت ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ تین سال کے بعد اس کی آبائی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنی عباس کا پہلا بادشاہ سفاح تخت نشین ہوا ۱۳۲ھ سے ۱۳۶ھ تک اس کا دور حکومت رہا۔ ۱۳۶ھ میں منصور دوانیقی حاکم بنا جس نے ۱۴۸ھ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو زہر دغا سے شہید کرا دیا اور ۲۰ سال کی عمر سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا دور قیادت شروع ہوا ۱۵۸ھ میں منصور کی جگہ پر مہدی عباسی آیا جس نے دس سال حکومت کی اور ۱۶۹ھ میں اس کی جگہ ہادی کو ملی جو ایک سال سے زیادہ نہ چل سکا اور پھر ۱۷۰ھ میں ہارون تخت نشین ہو گیا جس نے ۱۸۳ھ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کرا دیا جس وقت آپؑ کی عمر مبارک ۵۵ سال کی تھی جس میں سے ۲۰ سال والد بزرگوار کے زیر سایہ گزرے اور ۳۵ سال اپنے دور میں قیادت امت کے ذمہ دار رہے۔

آپؑ کے بچپن کے کمالات میں ایک واقعہ یہ ملتا ہے کہ صفوان جمال نے آپؑ کو گھر سے اس عالم میں نکلتے دیکھا کہ ہاتھ میں بکری کے بچے کے کان تھے اور اس سے سجدۂ رب کا تقاضا کر رہے تھے اور گویا صفوان کو متوجہ کر رہے تھے کہ ہم اہل بیتؑ کی شان یہ ہے کہ جانور بھی ہماری طرف منسوب ہو جاتے ہیں تو ہم ان سے سجدۂ رب کا تقاضا کرتے ہیں اور اس کے بغیر اپنانا گوارا نہیں کرتے ہیں۔ صفوان نے عرض کی کہ اگر آپؑ اس سے سجدہ کرا سکتے ہیں تو اسے مرنے کا حکم بھی دے سکتے ہیں! آپؑ نے فرمایا کہ صفوان موت و حیات خدا کے اختیار میں ہے ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں گویا آپؑ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ انسان کو اپنے فرائض کی فکر کرنی چاہیے امور خداوندی میں دخل اندازی شانِ عبدیت کے خلاف ہے اور اس سے انسان کسی وقت بھی مورد عتاب ہو سکتا ہے۔ یہ واقعہ آپؑ کی تین برس کی عمر کا ہے (بحار)

عمر مبارک پانچ برس کی تھی جب ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ جبر و اختیار پر بحث کرنے کیلئے آئے تو آپؑ نے والد بزرگوار سے پہلے مہمان کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں کہ یا تو عمل بندوں کے اختیار سے ہوتا ہے یا خدائی جبر سے وقوع پذیر ہوتا ہے یا دونوں کی شرکت رہتی ہے۔ اگر عمل بندوں کے اختیار سے ہوتا ہے تو یہ آپؑ کے نظریہ کے خلاف ہے، اور اگر خدائی جبر یا شرکت سے ہوتا ہے تو قانونی طور پر اسے عذاب کا بھی ذمہ دار یا شریک ہونا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے تو اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ بندہ خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور خدا پر ان اعمال کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
(بحار۔ امالی سید مرتضیٰ)

حقیقت امر یہ ہے کہ عقیدۂ جبر جابر سلاطین کی ایک ایجاد ہے جو ایسے عقائد کے ذریعہ اپنے جرائم کی پردہ پوشی کرنا چاہتے تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ عوام ہمیں

مجبور محض سمجھ کر ہم سے ہمارے آئمہ کا محاسبہ نہ کریں ورنہ ہمارا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

ابوحنیفہ اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور انہیں اپنی توہین کا احساس ہو گیا اور اس کے انتقام کی فکر میں لگ گئے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اسی زمانہ میں ایسی جگہ نماز پڑھتے دیکھ لیا جہاں سامنے سے لوگ گزر رہے تھے تو فوراً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکایت کر دی۔ آپؑ نے فرزند سے شکایت کو بیان کر کے جواب کا مطالبہ کیا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے عرض کی کہ میرا خدا رگِ گردن سے زیادہ قریب ہے لہٰذا راہ گیر میرے اور اس کے درمیان حائل نہیں ہو سکتے ہیں (مناقب)

یہ جواب درحقیقت اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ جب انسان کا ذہن جلال و جمال پر مرکوز نہیں ہوتا ہے اور توجہ کے ہٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے تو ایسے مقامات پر نماز کا پڑھنا مکروہ ہو سکتا ہے لیکن اگر خدا رگِ گردن سے زیادہ قریب ہو جائے اور نگاہ میں جلوۂ ربوبیت کے علاوہ کوئی جلوہ نہ سما سکے تو ایسی نماز میں کوئی کمزوری نہیں ہے اور یہی امت اور امامت کی عبادتوں کا نمایاں فرق ہے۔

☆ دوسرے موقع پر ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملنے کیلئے آئے اور اس فرزند کو دیکھ لیا تو عملی طور پر شکست دینے کیلئے ایک عجیب و غریب قسم کا سوال کر لیا کہ اگر کوئی مسافر آپ کے شہر میں آ جائے تو قضائے حاجت کیلئے کہاں جائے؟ فرمایا کہ مکان کی دیواروں کی پشت کا سہارا لے ہمسایہ کی نگاہوں سے اپنے کو بچائے۔ نہروں کے کنارے سے پرہیز کرے۔ جن مقامات پر درختوں کے پھل گرتے ہیں وہاں نہ بیٹھے۔ مکانوں کے صحن سے الگ، شاہراہوں اور راستوں سے الگ، مسجدوں کو چھوڑ کر قبلہ کے استقبال اور استدبار سے بچ کر اور اپنے کپڑوں کو سنبھال کر جہاں چاہے بیٹھ سکتا ہے۔ ابوحنیفہ یہ سن کر مبہوت ہو گئے اور ان کے ساتھی عبداللہ بن مسلم نے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا کہ خاندانِ رسالت کے بچے بھی عام بچوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

(بحار۔ مناقب)

✿✿......✿......✿✿

✿✿

(بقیہ...... صلح کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کا خطبہ)

تمہارے اولین کو شرک سے نکالا تمہارے آخرین کو خونریزی سے بچایا تم لوگوں کے سامنے ہم پہلے بھی سخت مصائب میں مبتلا تھے اور اب بھی ہیں خواہ تم لوگ شکرگزار رہو یا ناشکری کرو۔

اے لوگو! علیؑ کے رب نے جس وقت علیؑ کی روح قبض کی اس وقت وہ علیؑ کو سب سے زیادہ جانتا تھا ان کو ایسے فضائل سے مختص کیا کہ وہ فضائل تم میں نہیں ہیں اور نہ تم آئندہ وہ فضائل پا سکتے ہو۔

افسوس، افسوس، غور کرو کتنے عرصے تک تم لوگوں نے ان کے امور کو تہہ و بالا کرنے کی کوشش کی مگر اللہ نے ان کی بات اونچی ہی رکھی انہوں نے بدر اور دیگر غزوات میں تم لوگوں سے جنگ کی، تمہیں جرعہ ہائے تلخ پلائے تمہاری گردنیں جھکا دیں، لہٰذا اگر تم لوگ ان سے بغض رکھو تو کیا یہ قابل ملامت نہیں؟

خدا کی قسم! اس امت محمدیؐ کی قیادت اور سیادت جب تک بنی امیہ میں رہے گی کبھی آسودہ حالی نہیں دیکھ سکتے چونکہ تم لوگوں نے طاغوت کی اطاعت کر لی اور اب اپنے شیاطین کی طرف مائل ہو، اس لئے اللہ نے تم لوگوں کو ایسے فتنے میں مبتلا کر دیا ہے جس سے تم بغیر ہلاک ہوئے نہیں بچ سکتے، نیز تم لوگوں نے اپنی رغبت بد اور کوتاہی عقل کی وجہ سے جو کچھ ماضی میں کیا یا آئندہ کرو گے اس کا حساب اللہ کے سامنے دینا ہو گا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا...... سائل کوفہ! کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہوا جو اللہ کے تیروں میں سے ایک ایسا تیر تھا جو اللہ کے دشمنوں کو ٹھیک اپنا نشانہ بناتا تھا، قریش کے فاسق و فاجر لوگوں کیلئے تباہی و بربادی کا سبب تھا، وہ ہمیشہ ان کی گردنیں پکڑ کر سینے پر سوار ہو جاتا تھا۔

وہ نہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کبھی لائقِ ملامت رہا، نہ مالِ خدا میں کبھی بددیانتی کرتا تھا، نہ دشمنانِ خدا سے جنگ میں اس نے کبھی منہ موڑا، اس نے کتابِ خدا کے اصل مقصد کو پورا کیا، قرآن کے ہر حکم کو قبول کیا اس کی رہنمائی پر گامزن رہا اور نہ اللہ کے معاملے میں اس نے کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ کی۔

اللہ تعالیٰ ان پر اپنی طرف سے درود اور رحمت نازل فرمائے۔

امیر شام نے آپؑ کے اس خطبہ کو سن کر کہا، جلد باز اکثر غلطی کر بیٹھتا ہے اور تاخیر سے کام لینے والا اکثر صحیح اقدام کرتا ہے واقعاً مجھے کیا ضرورت پڑی تھی؟ کہ میں نے جلد بازی میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے خطبے کی فرمائش کر دی۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید)

☆☆

حضرت امام حسن علیہ السلام کا معاہدہ صُلح

تحریر: علامہ سید رضی جعفر نقوی کراچی

انتخاب وپیشکش: سید محسن رضوی (سٹیلائیٹ ٹاؤن ۔راولپنڈی)

نواسہ رسولؐ، حجت خدا، حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی زندگی کا وہ واقعہ جس پر اپنوں اور غیروں، دونوں نے ہر دور میں شکوک وشبہات کا اظہار بھی کیا اور تنقید اور اعتراض کا نشانہ بھی بنایا، امیر شام سے آپ کی صلح ہے۔

جب کہ قرآن مجید میں خالق دو جہاں کا ارشاد ہے کہ

"والصلح خیر" "اور صلح بہتر ہے"۔

✿ لیکن جب بھی ہادیان برحق نے دشمنوں سے صُلح کی، اپنوں اور غیروں نے اسے کمزوری قرار دیا چاہے وہ حضرت رسولِ خداؐ کی مشرکین سے صُلح ہو یا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی منافقین سے صُلح ہو، نافہم حضرات نے دونوں مواقع پر زبان اعتراض دراز کیا۔

✿ ۶ھ میں جب حضرت رسولِ خداؐ اپنے سینکڑوں ساتھیوں کے ہمراہ عمرہ کرنے کیلئے مکہ معظمہ تشریف لے جارہے تھے کہ مکہ سے ۱۵-۲۰ میل قبل "حدیبیہ" کے مقام پر کفار ومشرکین کا لشکر سدراہ ہوا۔ اور جب حضرت رسول خداؐ نے کفار ومشرکین سے مقابلے اور جنگ کے بجائے صلح کا راستہ اختیار کیا، تو کفار کے نمائندے نے آپؐ کو متعدد شرائط کا پابند بنایا اور حضور اکرمؐ نے اس کی تمام شرطیں منظور کرلیں، نہ اصحاب سے مشورہ کیا، اور نہ ان کی ناراضگی کی پرواہ کی۔

ان میں بعض شرائط اتنی سخت تھیں جو مسلمانوں کو بہت ناگوار گزریں اور ایک مشہور صحابی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ پیغمبرؐ کی نبوت میں جیسا شک مجھے آج ہوا ہے اس سے پہلے ایسا شک کبھی نہیں ہوا تھا۔

✿ ۴۰ھ میں ۲۱ رمضان المبارک کو امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی شہادت واقع ہوئی جس کے بعد امامت کے ساتھ خلافت کا منصب بھی نواسہ رسولؐ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو ملا۔

آپؑ نے اپنے والد بزرگوار کے دفن وکفن وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے، ایک مختصر مگر نہایت جامع خطبہ دیا، جس میں آپؑ نے حمد وثنائے پروردگار کے بعد ارشاد فرمایا

"آج کی شب وہ بے مثال انسان دنیا سے رخصت ہو گیا۔ جس کے حُسنِ عمل اور اعلیٰ کارکردگی کا اولین وآخرین میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا (یعنی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ)

جس کا حال یہ تھا کہ جب حضرت رسول خداؐ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے تو اپنی جان خطرے میں ڈال کر آنحضرتؐ کو بچا لیتے تھے اور جب پیغمبر اکرمؐ انہیں علمبردار لشکر بنا کر بھیجتے تھے تو جبرئیلؑ ومیکائیلؑ دائیں بائیں ان کی مدد کیلئے موجود ہوتے تھے، اور جب تک بحکم پروردگار انہیں فتح وظفر حاصل نہ ہو اس وقت تک واپس نہیں آتے تھے۔

اس ذات والا صفات نے اس شب (۲۱ رمضان المبارک) کو رحلت فرمائی جو شب قدر ہے اور نزول قرآن سے وابستہ ہے۔

✿ اسی شب میں حضرت عیسیٰؑ فلک چہارم پر اٹھائے گئے اور اسی شب میں حضرت موسیٰؑ کے وصی وجانشین جناب یوشع بن نون نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

میرے والد جن کی رحلت کی یہ شب ہے وہ نہ سونا چھوڑ کر گئے ہیں نہ چاندی البتہ وہ سات سو درہم موجود ہیں، جن کے ذریعے سے وہ ایک خدمت گار حاصل کرنا

چاہتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ

"اتنا فرمانے کے بعد آپؑ پر شدت سے گریہ کا طاری ہوا چنانچہ آپؑ کے ساتھ حاضرین بھی رونے لگے"۔

مورخین کا بیان ہے کہ اس خطبہ کے تمام ہونے کے بعد قیس ابن سعد نے عرض کیا جناب ہاتھ بڑھائیے، ہم کتاب خدا، سنت رسولؐ اور دشمنوں سے جنگ کرنے کیلئے آپؑ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا کہ

"کتاب خدا و سنت رسولؐ کافی ہے باقی چیزیں اسی میں شامل ہیں جب تم میری اطاعت کیلئے بیعت کرلو گے تو تمھیں میرے دشمن سے جنگ کرنا ہوگی، اور میں جس سے صلح کروں گا اس سے تمھیں بھی صلح کرنی ہوگی"۔

اس کے بعد لوگوں نے آپؑ کی بیعت کرنا شروع کی، اس موقع پر چالیس ہزار افراد نے حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کی بیعت کی۔ بیعت کا طریقہ وہی تھا جو حضرت رسولخداؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے جاری تھا اور جس کے مطابق، لوگوں نے حضرت امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بیعت کی تھی۔

حضور اکرمؐ کے ہاتھوں پر جو بیعت ہوئی تھی اس کے بارے میں خالقِ دو جہاں کا واضح ارشاد ہے کہ

"بے شک جو لوگ آپؐ کی بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت اللہ کی بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، پھر جو شخص عہد شکنی کرے، اس کی عہد شکنی (کا وبال) خود اسی کے خلاف ہوگا، اور جو شخص خداوند عالم سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کرے گا، تو اسے (خداوند عالم) اجر عظیم عطا کرے گا"۔

(الفتح ۱۰)

جس کے بارے مفسرین کرام نے تحریر فرمایا کہ حضرت رسولؐ اکرم کی بیعت کو خداوند عالم نے اپنی بیعت اس لئے قرار دیا کہ "حقیقتاً ان لوگوں کا مقصود اطاعت الٰہی پر بیعت کرنا تھا، جس کے بارے میں صاحب تفسیر کشاف کا قول ہے کہ خداوند عالم نے تخیل و تمثیل کے طور پر یہ بات بطور تاکید فرمائی ہے۔ اور تفسیر بیضاوی کی عبارت یہ ہے کہ تمثیل و تخیل کے انداز سے کلام میں تاکید پیدا کی گئی ہے۔ لیکن صاحب مدارک نے واضح طور پر کہا ہے کہ خداوند عالم نے حضور اکرمؐ کی محبوبیت کی بناء پر ان کے دست مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ "یرید ان ید رسول اللّٰہ التی تعلو اید المبایعین ھی ید اللّٰہ" مقصد پروردگار یہ ہے کہ حضرت رسول خداؐ کا دست مبارک جو بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں کے اوپر تھا، وہ در حقیقت اللہ کا ہاتھ تھا۔

علامہ فخر الدین رازی جن کی تفسیر "مفاتیح الغیب" کے بارے میں یہ جملہ بھی کہا گیا ہے کہ "فیہ کل شیءٍ الا التفسیر (اس میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ موجود ہے) مذکورہ بالا آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یقال: الید لفلان؛ ای بالغلبۃ والنصرۃ، والقھر" (کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو ید حاصل ہے۔ جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے غلبہ، فتح و نصرت اور قوت و طاقت حاصل ہے)

(ملاحظہ فرمایئے "تفسیر مفاتیح الغیب" المعروف تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی)

اور جس طرح پیغمبر اسلامؐ کے ہاتھوں پر جو لوگ بیعت کرتے تھے۔ وہ در حقیقت "اطاعت خدا" کا عہد و پیمان کرتے تھے، اسی طرح جو لوگ امام وقت کے ہاتھوں بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت خداوند عالم کی اطاعت و فرماں برداری کا عہد و پیمان کرتے ہیں۔

اور بیعت کرنے کے بعد، عہد شکنی کرنا در حقیقت خدا سے عہد شکنی کرنا اور خود کو غدار قرار دینا ہے اسی لئے قرآن مجید میں اعلان کیا گیا کہ "جو شخص عہد شکنی کرے گا، اس کا وبال بھی خود اسی پر ہوگا"۔

حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کی شہادت کے بعد جن لوگوں نے حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کی بیعت کی تھی، انہوں نے در حقیقت اس بات کا عہد و پیمان کیا تھا کہ "ہم آپؑ کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔ جس سے آپؑ جنگ کریں گے اس سے ہم جنگ کریں گے، اور جس سے آپؑ صلح کریں گے، اس سے ہم صلح کریں گے (جو در حقیقت اطاعت پروردگار ہوگی، کیونکہ آپؑ حجت خدا ہیں)

ادھر امامؑ کی بیعت ہو رہی تھی، اور ادھر حاکم شام، جو جنگ صفین میں اپنی بغاوت کا اعلان کر چکا تھا، قضیہ تحکیم کے بعد خود کو مسلمانوں کی حکمرانی کا حقدار سمجھنے لگا تھا، اور اپنی مکمل حکومت کی راہ ہموار کرنے کیلئے ابن ملجم کے ذریعہ حضرت امیر

المومنینؑ کو شہید کرا چکا تھا، اسے جب یہ معلوم ہوا کہ بلادِ اسلامی کی حکومت، اولادِ علیؑ کی طرف جا رہی ہے تو اس نے اپنی ریشہ دوانیاں تیز کر دیں، اور کوفہ پر حملہ کرنے کیلئے ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہو گیا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے "قیس بن سعد" کی قیادت میں بارہ ہزار کا لشکر امیر شام کی پیش قدمی روکنے کیلئے روانہ کیا۔

حاکم شام نے جعلسازی کرتے ہوئے قیس بن سعد کے لشکر میں یہ خبر عام کر دی کہ امام حسنؑ نے صلح قبول کر لی ہے، دوسری طرف، جو لوگ امام حسنؑ کے پاس موجود تھے ان کے درمیان یہ افواہ پھیلا دی کہ "قیس بن سعد" نے صلح کر لی ہے۔

اس طرح دونوں جگہ لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور تحکیم کے موقع پر حضرت علیؑ کے خلاف نازیبا کلمات کہنے والے (خوارج) نے حضرت امام حسنؑ پر بھی حکم خدا سے انحراف کرنے کا الزام لگا دیا۔۔۔۔۔لشکر میں عجیب افراتفری پھیل گئی۔۔۔۔۔اور بات یہاں تک پہنچی کہ آپؑ کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا گیا، آپؑ کو ذہنی طور پر اذیت پہنچانے کے ساتھ ساتھ آپؑ پر حملہ کر کے آپؑ کو زخمی بھی کر دیا گیا، جس کی وجہ سے آپؑ کو مدائن میں کافی دنوں تک زیر علاج رہنا پڑا۔

اب صورت حال یہ ہو گئی تھی کہ حاکم شام نے رشوتیں دے کر سردارانِ لشکر کو خریدنا شروع کیا، اور عبیداللہ جیسے لوگوں نے بھی خیانت شروع کر دی، سارے سردار پچاس ہزار میں بکے اور یہ صاحب ایک لاکھ میں بک گئے۔

جس سے حاکم شام کی ہمتیں اور بڑھنا شروع ہو گئیں۔

اس کی مادی اور معنوی دونوں طاقتوں میں اضافہ ہونے لگا، جب سردارانِ قبائل ان سے ملنے لگے تو مال کی فراوانی بھی بڑھ گئی، اور پیسے کے زور پر انہیں اس بات پر بھی آمادہ کر لیا گیا کہ ہر حال میں اس کی فرماں برداری کریں چاہے وہ اونٹ کو اونٹنی ہی کہے۔

ادھر جن لوگوں نے امامؑ کی بیعت کی تھی، وہ خود اپنے ہاتھوں سے امامؑ کے قدموں کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ رہے تھے، جسمانی طور پر زخمی کر رہے تھے، اور باقی ساتھیوں کی طرف سے ان بدسرشت لوگوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی بھی نہیں ہو رہی تھی، جس کی بناء پر صورت حال اور سنگین ہو گئی، اور ظاہری طور سے، دشمن سے مقابلے کے امکانات بالکل ہی ختم ہو گئے۔

ان تمام حالات کے باوجود، حاکم شام کو یہ بات معلوم تھی کہ جب تک کوئی معاہدہ نہ ہو جائے، اس وقت اس کی حکومت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

چنانچہ اس نے صلح کا راستہ اختیار کیا، اور سادہ کاغذ پر دستخط کر کے بھیج دیا کہ آپ اس پر جو چاہیں شرائط تحریر فرما دیں، میں آپ کی تمام شرطیں قبول کرتے ہوئے صلح کا معاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ اب امامؑ کے سامنے صورت حال یہ تھی کہ صلح قبول کرنے سے انکار کیسے کریں؟ جب کہ دشمن سے صلح کے بارے میں دین اسلام کی واضح ہدایات ہیں کہ "وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله انه هو السميع العليم" اگر وہ (دشمن) صلح کیلئے اپنے بازو جھکا دیں، تو تم بھی صلح کیلئے اپنے بازو جھکا دو اور خدا پر بھروسہ رکھو، بے شک وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے) (انفال ۶۱)

جس کے بارے میں مفسرین کرام نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ "دشمن جب گفتگوئے مصالحت کی خواہش ظاہر کرے بے تکلف اس کیلئے تیار ہو جائے، اور صلح کیلئے ہاتھ بڑھانے سے اس بناء پر انکار نہ کرو کہ دشمن نیک نیتی کے ساتھ صلح نہیں کرنا چاہتا، بلکہ غداری کا ارادہ رکھتا ہے (اگر وہ صلح کی خواہش کر رہا ہے تو) اس کی نیت پر شبہ کر کے خونریزی کو طول نہ دو اگر وہ غداری کی نیت رکھتا ہو تب بھی تم خدا پر بھروسہ کرو، صلح کیلئے بڑھنے والے ہاتھ کے جواب میں تم بھی صلح پر آمادگی ظاہر کرو تا کہ تمہاری اخلاقی برتری ثابت ہو (ت ق ۲:۱۵۲)

گویا مذکورہ بالا آیت میں پیغمبر اکرمؐ کو مالک دو جہاں کی طرف سے یہ حکم دیا گیا کہ "جب مخالفین کو صلح کیلئے جھکتے ہوئے دیکھئے تو صلح کو قبول فرما لیجیے، لیکن اصل اعتماد اللہ پر رکھیے، اس کا ہر حکم مصالح پر مبنی ہوتا ہے وہ بندوں کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن کو بھی (تفسیر ماجدی ۳۸۸)

اندیشہ بس یہ تھا کہ اگر معاہدہ صلح قبول کرنے پر فوری آمادگی ظاہر کر دیں تو لشکر میں مزید انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اس مسئلہ کو ساتھیوں کے سامنے رکھا، کہ کیا تم لوگ جہاد پر آمادہ ہو؟ تو ہر طرف سے آواز آنے لگی "البقاء البقاء" (ہم زندہ اور باقی رہنا چاہتے ہیں چاہے جیسی بھی زندگی ہو) چنانچہ وہ وقت آ گیا جس کے بارے میں حضرت رسول خداؐ نے پیشین گوئی فرمائی تھی جیسا کہ راغب نے محاضرات میں روایت کی ہے وہ سے منقول ہے کہ

(میں نے حضرت رسولؐ خدا کو دیکھا کہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے (امام حسنؑ آپ کی آغوش میں بیٹھے تھے) آنحضرتؐ کبھی لوگوں کو دیکھتے اور کبھی حسن مجتبیٰ کو پھر فرمایا "یہ میرا بیٹا ہے عنقریب خداوند عالم اس کے ذریعے سے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا، اور جناب ابن عباس کی روایت ہے کہ حضرت پیغمبر اکرمؐ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر (اپنے نواسے) حضرت حسنؑ کو اپنے سینے سے لگایا، پیار کیا، اور فرمایا "میرا یہ نورِ نظر، سید (وسردار) ہے، امید ہے کہ خداوند عالم، اس کے ذریعے سے۔۔۔۔دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا"۔

(ملاحظہ فرمایئے "مناقب آل ابی طالبؑ" ص ۱۷۵)

چنانچہ فرمانِ خدا اور رسولؐ کے مطابق، حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے صلح کی منظوری دے دی، اور حسبِ ذیل شرائط لکھ کر معاویہ کو بھیج دیں۔

✿ معاویہ کو کتاب خدا اور سنت رسولؐ پر عمل کرنا ہوگا

✿ معاویہ کو اپنے بعد کیلئے، کسی کو ولی عہد مقرر کرنے کا اختیار نہ ہوگا

✿ کوفہ کا بیت المال حضرت امام حسن علیہ السلام کے اختیار میں ہی رہے گا

✿ اہواز کا مال خراج، جنگ جمل اور جنگ صفین میں قتل ہو جانے والوں کی اولاد کو دیا جائے گا

✿ ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا جائے گا

✿ شیعیان (حیدر کرار) کیلئے عام طور سے امن و امان رہے گا

✿ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کا سر انگشات نہیں کیے جائیں گے

✿ حاکم شام خود کو امیر المومنین نہیں کہلوائے گا

✿ اہل عراق کیلئے، عمومی طور سے، پُر امن زندگی گزارنے کے مواقع حاصل رہیں گے

✿ حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، اور خاندان اہل بیتؑ (طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین) کو کسی طرح اذیت نہیں دی جائے گی

ان شرائط پر غور کرنے سے یہ بات بالکل واضح طور سے سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام معاشرے میں کتاب خدا اور سنت رسولؐ کی سربلندی چاہتے تھے، حکومت چاہے کسی کے بھی ہاتھ میں رہے۔

یہی اس معاہدہ کی کلی اور بنیادی شرط تھی۔ جو اس بات کا اعلان بھی تھا کہ "آل محمدؐ" کو نہ جاہ و منصب کی احتیاج ہے نہ اختیار و اقتدار کی خواہش، ان کی عظمت و جلالت، ان مادی سہاروں کی محتاج نہیں ہے، وہ اپنی سیرت و کردار اور خداوند عالم کی عطا کردہ عصمت و طہارت، اور عزت و کمال کی بنا پر اہل ایمان کے قلوب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ وہ دنیا طلب، اور مفاد پرست افراد ہیں جو اقتدار حکومت کے حریص ہوتے ہیں۔۔۔۔اہل حق، ان مادی آلائشوں سے بہت بلند ہوتے ہیں، خصوصاً حضرت امام حسنؑ و حسینؑ جو فرمانِ پیغمبرؐ کے مطابق عرش الٰہی کے گوشوارے اور فلک عصمت کے تارے ہیں۔ یہ عرش والے، فرش والوں کے پاس، صرف اس لئے تشریف لائے تھے کہ انہیں رازِ بندگی، اور اسرارِ زندگی سے روشناس کرائیں، ان کی کتاہیوں کو دور کر کے راہِ مستقیم بتائیں، کارگاہِ حیات کی تاریکیوں میں نور کی قندیلیں روشن کریں، انسانیت کو اس کے مقصدِ حیات سے آگاہ کریں، حرص و ہوس سے بھری ہوئی دنیا کو خلاص کی راہ دکھائیں، گمراہیوں کے کھنڈر میں ہدایت کے پھول کھلائیں، حیوان نما انسانوں کے پھیلائے ہوئے اندھیروں کے درمیان راستی و سچائی کے چراغ جلائیں اور انسانیت کے ماتھے پر صداقت و پاکیزگی کا ایسا جھومر آویزاں کر دیں جو صبح قیامت تک بھٹکے ہوئے لوگوں کو نجات کی راہ دکھاتا رہے۔

✿✿۔۔۔✿۔۔۔✿✿

الخیر ایوی ایشن (ٹریولز اینڈ ٹورز)

✿ عمرہ و حج و زیارات پیکیج

✿ ویزا اور ہر قسم کی دیگر ممالک کی ٹکٹ کی سہولت میسر ہے۔

✿ کاروان "سلام یا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا" آٹھ محرم الحرام اور اربعین کو عراق، ایران کے مقدس مقامات کی زیارات کیلئے روانہ ہوگا۔

✿ ان دو ممالک کے مکمل بائی ایئر کا پیکیج ایک لاکھ پینسٹھ ہزار روپے ہے

✿ صرف عراق کیلئے ایک لاکھ تیس ہزار

تفصیلات کیلئے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

برائے رابطہ:

زوار ذوالقرنین حیدر 0332-7272514

ارسلان حیدر 0324-9000072

خصوصی معاونت: صفدر حسین ڈوگر کربلائی

صُلح کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

انتخاب: پروفیسر سید نجم الحسن بخاری

صُلح کے بعد میرِ شام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہا ذرا کچھ ہم لوگوں کے لئے فضائل بیان کیجئے۔ یہ سن کر آپؑ اٹھے اور منبر پر تشریف فرما ہو کر پہلے حمد و ثنائے الٰہی بجالائے پھر محمد و آلِ محمد علیہم السلام پر درود بھیجا اس کے بعد فرمایا

اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے مگر جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ میں کون ہوں؟ میں رسولؐ اللہ کا فرزند حسنؑ ہوں، میں بشیر و نذیر کا فرزند ہوں، میں اسکا فرزند ہوں جو رسالت کیلئے منتخب ہوا میں اس کا فرزند ہوں۔ جس پر ملائکہ درود بھیجتے ہیں، میں اس کا فرزند ہوں۔ جس کے صدقے میں اس اُمت کو شرف ملا میں اس کا فرزند ہوں۔ جن کے پاس جبرئیلؑ امین اللہ کا پیغام لے کر نازل ہوا کرتے تھے، میں اس کا فرزند ہوں جو تمام عالمین کیلئے رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا

اتنا سن کر میرِ شام اپنی دیرینہ عداوت و حسد کو نہ چھپا سکا اور بولا

اے حسنؑ! ذرا رُطب (کھجور) کی تعریف کیجئے کہ وہ کیسے پیدا ہوئی ہے؟ آپؑ نے فرمایا "ہوا اسکی بار آور کرتی ہے، سورج اس کو گدراتا ہے، چاند اس میں رنگ پیدا کرتا ہے گرمی اس کو پکاتی ہے اور رات اس میں ٹھنڈک پیدا کرتی ہے"۔

یہ کہہ کر آپؑ پھر اپنے سلسلہ کلام کی طرف پلٹ گئے اور فرمایا ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں اس کا فرزند ہوں۔ جس کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوئی میں اس کا فرزند ہوں جو اپنے اور اپنے رب کے درمیان دو کمانوں کا فاصلہ رکھتا تھا یا اس سے بھی کم، میں اس کا فرزند ہوں۔ جس کے سامنے قبیلہ قریش مجبور ہو کر جھکے میں اس کا فرزند ہوں۔ جس کا اتباع کرنے والا خوش نصیب اور انہیں چھوڑنے والا بدنصیب ہے۔ میں اس کا فرزند ہوں۔ جس کے پاس آسمان کی خبریں مسلسل آتی رہیں میں ان کا فرزند ہوں۔ جن سے اللہ نے رجس کو دور رکھا ہے اور انہیں پاک رکھا ہے جو پاک رکھنے کا حق ہے (ابھی آپؑ نے یہیں تک کہا تھا کہ)

میرِ شام پھر بولا۔ اے حسنؑ! میرا خیال ہے کہ تمہارا نفس تم کو خلافت کے لئے اُبھار رہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا "اے حاکم! وائے ہو تجھ پر، خلیفہ وہ ہے جو رسولؐ اللہ کی سیرت پر چلے اور حکم خدا پر عمل کرے اور میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم لوگ ہدایت کے پرچم ہیں اور تقویٰ کے مینار ہیں۔ تو سنتوں کو مٹانے والا اور بدعتوں کو زندہ کرنے والا ہے تو نے اللہ کے بندوں کو اپنا غلام و کنیز سمجھ لیا ہے دینِ خدا کو کھیل جانتا ہے لیکن دیکھ! جس نشے میں تو ہے وہ ہرن ہو جائے گا اب تیری زندگی تھوڑی سی ہے مگر اس کا عذاب ہمیشہ باقی رہ جائے گا۔

اے میرِ شام! خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ نے دو ملک پیدا کئے ہیں ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں، ایک کا نام جابلقا ہے اور دوسرے کا نام جابلسا ہے اور ان دونوں میں ہمارے جدِ رسولؐ کے سوا کوئی دوسرا رسول نہیں بھیجا گیا"۔

(بحار الانوار ج ۱۰ مترجم ص ۲۶)

خطبہ حضرت امام حسن علیہ السلام بروایت ابن ابی الحدید

ابن ابی الحدید معتزلی کا بیان ہے کہ ابوالحسن مدائنی نے روایت کی ہے کہ صلح کے بعد میرِ شام نے حضرت امام حسنؑ سے کہا کہ آپؑ لوگوں کے سامنے کوئی خطبہ دیں۔ آپؑ نے اس سے انکار کیا تو اس نے قسم دے کر کہا جب آپؑ مجبور ہوئے تو آپؑ کیلئے ایک کرسی رکھی گئی آپؑ اس پر تشریف فرما ہوئے اس کے بعد فرمایا

حمد اس خدا کی جو اپنے ملک کا اکیلا مالک ہے اور اپنی ربوبیت میں واحد و یکتا ہے وہ جسے چاہے ملک عطا کرے اور جس سے چاہے چھین لے، اس خدا کی حمد جس نے ہماری وجہ سے تم مومنین کو کرم کیا۔ (باقی ص نمبر 10 کالم نمبر 2 پر) ✿

چند معروف ساداتِ حسنیؑ کا تذکرہ

تحقیق و ترتیب: مظفر حسین ڈوگر کربلائی

سید عبداللہ شاہ غازی الاشتر شہید (کراچی) رضوان اللہ

آپ کا شجرہ نسب یہ تحریر کیا گیا ہے

سید عبداللہ شاہ غازی بن محمد نفس زکیہ بن حضرت عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام بن حضرت امیر المومنین علیہ السلام

تاریخ ابن خلدون ج ۴ ص ۱۹۹ طبع قدیم ۱۲۸۵ ہجری ۔ تاریخ طبری ص ۲۹۱ طبع بیروت ۔ جنت السندھ ص ۱۱۴ شر سندھی ادبی بورڈ ۔ ابن رشید ص ۲ طبع بیروت

سید عبداللہ شاہ غازی سے لے کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام تک تمام شہید کئے گئے۔

حضرت احمد بن طاؤس الحسنی

آپ کا شجرہ مبارک درج ذیل ہے

احمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن احمد بن طاؤس بن اسحاق بن حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔

آپ نے اعمال معصومین علیہم السلام پر مشتمل ضخیم کتاب "صحیح الدعوات و منج العنایات" ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل لکھی۔ جو راقم الحروف کے کتب خانے میں موجود ہے۔ آپ کا انتقال ۶۷۳ ہجری میں ہوا۔ آپ کی تالیف کی ہوئی کتب "۸۲" ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے (قصص العلماء ص ۴۲۶ تالیف میرزا محمد تنکابنی ناشر الکساء پبلشرز کراچی)

حضرت علی بن موسیٰ بن طاؤس المعروف رضی الدین

آپ احمد کے بھائی تھے جو رضی الدین کہلاتے ہیں اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ علامہ کے مشائخ اجازہ میں سے ہیں اور آپ کی بھی بہت سی تالیفات ہیں جیسے کتاب الاقبال، کتاب لہوف یہ مقتل امام حسینؑ کے بارے میں ہے۔ علامہ حلیؒ کہتے ہیں کہ آپ کی یعنی علی بن طاؤس کی بہت سی کرامات ہیں جن میں سے بعض انہوں نے مجھے بتائی بھی تھیں اور بعض اور کرامات میرے والد نے بتائیں اور انہوں نے بوجہ احتیاط ان کو تحریر بھی کر لیا تھا۔

سید نعمت اللہ جزائری نے کتاب زہر الربیع میں لکھا ہے کہ سید رضی الدین علی بن طاؤس نے کہا کہ خلیفہ نے مجھے قاضی بنانا چاہا تو میں نے اس سے کہا کہ "میری عقل اور میری خواہش نفس کے درمیان مقدمہ قائم ہوا اور یہ دونوں مجھ سے اس کا فیصلہ کرنے کے خواہشمند ہوئے۔ عقل نے کہا کہ میری تمنا ہے کہ تجھے راہ جنت اور اس کی لذتوں کی جانب لے جاؤں اور خواہش نفس نے کہا کہ آخرت تو اُدھار ہے میری آرزو یہ ہے کہ تجھے موجود لذتوں کا مزہ چکھاؤں اور دونوں مجھ سے انصاف کے خواہشمند ہیں تو میں نے ایک دن عقل کے بارے میں فیصلہ دے دیا اور ایک دن خواہش نفس کیلئے۔ اب دونوں جھگڑ رہے ہیں اور پچاس سال ہو گئے ہیں کہ میں ان کے جھگڑے کو نہیں نمٹا سکا۔ تو جب میں ایک قضیہ کا فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں تو اتنے سارے رنگ برنگے واقعات پر قابو پانے کی مجھے کہاں قدرت ہوگی؟ چنانچہ آپ عہدہ قضاوت کیلئے کسی ایسے کا انتخاب کریں کہ جس کی عقل و خواہش نفس آپس میں متفق ہو چکی ہوں اور اپنے اہم امور کو نمٹا سکتا ہو۔

شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت جامعہ میں لکھا اور دوسرے علماء نے بھی یہ بات لکھی ہے کہ سید رضی الدین علی بن طاؤس نے سامرہ کے سرداب مبارک میں جو حضرت صاحب الامر (عج) کا سرداب ہے آپؑ کی آواز سنی لیکن آپؑ کی

شخصیت کو دیکھا نہیں اور آپ نے سنا کہ امام یہ دعا قنوت میں پڑھ رہے ہیں

”اللھم ان شیعتنا خلقوا من فاضل طینتنا وعجنوا بماء ولایتنا“

”پروردگار ہمارے شیعہ ہماری بچی ہوئی مٹی سے پیدا کئے گئے اور ہماری ولایت کے پانی سے خمیر کئے گئے ہیں چنانچہ ہماری خاطر سے ان کو بخش دے“۔

سید رضی اور ان کے بھائی احمد کی والدہ گرامی اور ام ابن ابی فراس کی بیٹی تھی اور ان کی والدہ کی والدہ شیخ طوسی کی صاحبزادی تھیں۔

ان بزرگوار یعنی سید رضی الدین کا انتقال پیر ۵ ذیقعدہ ۶۶۴ھ میں ہوئی۔ اور آپ کی ولادت جمعرات ۱۵ محرم الحرام ۵۸۹ھ میں ہوئی۔

سید عبدالقادر گیلانی کا شجرہ نسب اور ان کے حوالے

گیلان کہاں واقع ہے؟

زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی ناشر مکتبہ نبویہ لاہور طبع سوم سال اشاعت ۲۰۰۱ء کے ص ۳۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ

گیلان یا جیلان ایک قصبہ طبرستان میں واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع ہے اور یہ قصبہ بغداد سے واسط کے متصل ایک دن کی راہ سے واقع اور مدائن کے پاس ہے۔

عترتِ امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام میں چھ قبائل مذکور ہیں

- حضرت حسن مثنیٰ بن حسنؑ بن علیؑ امیر المومنینؑ
- حضرت حسن بن زید بن حسنؑ بن علیؑ امیر المومنینؑ
- حضرت عبداللہ بن حسنؑ بن حسنؑ بن علیؑ امیر المومنینؑ
- حضرت ابراہیم بن حسنؑ بن حسنؑ بن علیؑ امیر المومنینؑ
- حضرت داؤد بن حسنؑ بن حسنؑ بن علیؑ امیر المومنینؑ
- حضرت جعفر بن حسنؑ بن حسنؑ بن علیؑ امیر المومنینؑ

حضرت سید عبدالقادر گیلانی رضوان اللہ کا شجرہ مبارک

نوٹ: ہم نے یہ شجرہ سید موسیٰ حیدر کلیم گیلانی ڈیری پیراں (چنڈ دادنخان) سے نقل کیا گیا ہے۔ ہمارے قدیم انساب کی کتب میں آپ اس شجرہ مبارکہ کے حوالے ملاحظہ فرمائیں گے۔

۱۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ

۲۔ سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام

۳۔ حضرت حسن مثنیٰ علیہ السلام

۴۔ حضرت سید عبداللہ المعروف عبداللہ محض علیہ السلام

۵۔ حضرت سید موسیٰ الجون علیہ السلام

۶۔ حضرت سید عبداللہ الرضا حسنی علیہ السلام

۷۔ حضرت موسیٰ حسنی علیہ السلام

۸۔ حضرت داؤد حسنی علیہ السلام

۹۔ حضرت سید محمد حسنی شمس الدین ابوالقاسم

۱۰۔ حضرت سید یحییٰ الزاہد علیہ السلام

۱۱۔ حضرت سید عبداللہ الکریم علیہ السلام

۱۲۔ حضرت سید ابو صالح موسیٰ علیہ السلام

۱۳۔ حضرت سید ابو محمد علیہ السلام

۱۴۔ حضرت سید محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی گیلانی

دیگر حوالہ جات: حوالہ نمبر ۱

الانوار فی نسب آل النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف العلامۃ ابی عبداللہ محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ الجزی الکلبی الغرناطی ۔ زندگی کا دورانیہ ۶۹۳ ہجری تا ۷۵۸ ہجری قمری

تحقیق: السید مہدی الرجائی ۔ ناشر: کتب خانہ علامہ سید المرعشی النجفی قم المقدسہ (ایران) سال اشاعت ۱۴۳۱ ہجری قمری

اس کتاب میں ص ۲۲۱ تا ۸۶ سبط اکبر حضرت امام حسن مجتبیٰ کی عترت کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کر کے ان کی اولاد کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور ان کی نسلوں کا ذکر ہوا ہے کہ وہ کہاں کہاں آباد ہوئی؟ حضرت حسن مثنیٰ سے لے کر حضرت سید عبد القادر گیلانی کی اولاد کا مفصل ذکر تحریر ہے۔

حوالہ نمبر ۲

عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالبؑ (عربی)

تالیف: جمال الدین احمد بن علی الحسینی المعروف بابن عنبہ (وفات ۸۲۸ ہجری)

ناشر: موسسہ انصاریان طبع سوم۔ قم المقدسہ (ایران)

اس کتاب کے ص ۶۱ تا ص ۱۲۸ تک اولاد امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور سید عبدالقادر گیلانی کے آباؤ اجداد اور اولاد کا وضاحت اور بڑی محنت سے مصنف نے ذکر کیا ہے اور آپ کا خصوصی ذکر ص ۱۱۷۔۱۱۸۔۱۱۹ پر کیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر ۳

تحفۃ الطالب بہ معرفت من ینتسب الی عبداللہ و ابی طالب علیہم السلام

مصنف: علامۃ النسابہ سید حسین بن عبداللہ الحسینی السمر قندی۔ وفات ۹۹۶ ہجری

تحقیق: السید مہدی الرجائی۔ ناشر: مکتبہ علامہ المرعشی النجفی قم المقدسہ

سال اشاعت: ۱۴۲۲ ہجری

ص ۲۵ تا ۲۶ اولاد حضرت امام حسن مجتبیٰ کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت حسن مثنیٰ سے حضرت سید عبدالقادر اور ان کی اولادوں کا ذکر اور ان کے تفصیلی شجرہ مبارک کا ذکر ص ۳۰۔۳۱ پر تحریر ہے۔

حوالہ نمبر ۴

المعقبون انساب کی سب سے بڑی ضخیم کتاب ہے اس کی تین جلدیں ہیں اس کے مصنف العلامۃ النسابۃ السید مہدی الرجائی الموسوی ہیں۔

ناشر: موسسہ عاشورا قم المقدسہ (ایران)

انساب کی اکثر کتب پر انہوں نے نظر ثانی کی ہے۔ اس کی دوسری جلد فہرست سمیت ۵۹۲ صفحات پر محیط ہے اور عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور یہ ساری کتاب سبط اکبر حضرت امام حسن مجتبیٰ اور ان کی عترت کے بارے میں ہے۔ اس کتاب کے ص ۱۲۸ سے لے کر ص ۲۱۴ تک سید عبدالقادر گیلانی کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد کے بارے میں تفصیلاً لکھا گیا ہے۔

حوالہ نمبر ۵

حسب و نسب جلد ۵ تالیف: مفتی غلام رسول (لندن۔ برطانیہ)

ناشر: انجمن فاطمہ یو کے (UK)

اس کتاب کے باب سوم میں امام دوم امام حسنؑ بن علی بن ابی طالب ص ۲۷۸ تا ۳۵۴ تک امام حسن مجتبیٰ اور ان کی عترت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے ص ۳۲۵ پر حضرت سید عبدالقادر گیلانی کا شجرہ مبارک نقل ہے۔

حوالہ نمبر ۶: آل ابوطالبؑ

یہ کنز الانساب (فارسی) مصنف لوط بن ابی مخنف الخزاعی کا اردو ترجمہ ہے۔ مترجم سید محمد یعقوب حیدری کالونی کشمیر کالونی (جہلم) ہیں۔ ان سے ان کے گھر میں ایک طویل ملاقات ہوئی اب وہ خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ چکے ہیں (ان کی کتاب کے ص ۱۳۴ پر شجرہ نقل ہے)

حوالہ نمبر ۷

سفر سادات۔ تحقیق و ترتیب پروفیسر حامد حسن میر

ناشر: المیر ٹرسٹ لائبریری بھمبر روڈ گجرات

اس کتاب کے ص ۲۱۲۔۲۱۷۔۲۱۸ پر حضرت سید عبدالقادر گیلانی اور ان کی والدہ گرامی کے شجروں پر تفصیلی لکھا گیا ہے۔

حوالہ نمبر ۸

منتقلۃ الطالبیہ بزبان عربی طبع بیروت

انساب کی بڑی معروف کتاب، ان کے مولف کا شجرہ

ابراہیم بن اسماعیل الاپا طبا بن ابراہیم الغمر بن حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام۔

✿✿......✿......✿✿

(بقیہ......اسیران اہل بیتؑ کا شام سے کربلا میں ورود)

(مقتل لہوف تالیف سید ابن طاؤس وفات ۶۶۴۔ مترجم طبع سرگودھا ص ۱۴۴۔ ذریعۃ النجات ص ۲۷۱)

شام سے کربلا واپسی پر زائرین سے فرمایا

علامہ محمد تقی برغانی مرحوم صاحب مفاتیح البکاء لکھتے ہیں کہ شہزادی جب شام سے کربلا آئیں تو تمام زائرین کو یوں مخاطب ہو کر فرمایا

"اے قوم! اس غریب پر آنسو بہاؤ، جس کو فرات کے پانی سے محروم کیا گیا اور اس کی لاش کو صحرا میں بے کفن چھوڑ دیا گیا۔ اس کے سر کو نوک نیزہ پر بلند کیا گیا، جس کو تلواروں نے خون سے غسل دیا، کربلا کی خاک نے کفن دیا۔ جس کی لاش خون سے لتھڑی ہوئی کربلا میں پڑی رہی (الطراز المذہب ص ۴۲۷) ✿

شیخ صدوق رضوان اللہ، محمد و آلِ محمد علیہم السلام
کی ولایت کے حامل افراد کی سعادتیں لکھتے ہیں

انتخاب و ترتیب: صفدر حسین ڈوگر کربلائی

شیخ صدوق رضوان اللہ کی کتاب "فضائل الشیعہ ۔ صفات الشیعہ ۔ فرائض الشیعہ" جو شیعیانِ اہل بیتؑ کے نام سے کراچی سے شائع ہوئی ہے اور اس کا اردو میں ترجمہ علامہ رضی جعفر نقوی نے کیا ہے مندرجہ ذیل روایات اس سے نقل کر رہے ہیں اور اس کتاب کا ص نمبر درج ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ارشاد فرماتے ہیں

✿ ہماری ولایت رکھنے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ ان کے چہرے روشن اور درخشاں ہوں گے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی وہی اللہ کی پناہ اور امان میں ہوں گے (ص ۲۷)

✿ قیامت کے دن تمہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی رنج و غم ہوگا۔

✿ تم سب لوگ اللہ عزوجل کی دعوت کے اہل اور اس کی محبت کے حق دار ہو۔

✿ روزِ قیامت ہمارے بعد عرشِ الٰہی سے سب سے زیادہ نزدیک ہمارے شیعہ ہوں گے

✿ ہر شئے کی ایک سردار قرار پائی ہے اور دینِ الٰہی کا شرف شیعیانِ اہل بیتؑ ہیں

✿ تمہارے اوپر اللہ عزوجل کی خاص رحمت ہے۔ تمہارے نیک لوگوں کے اعمال قبول ہوں گے اور توبہ کرنے والوں سے درگزر کی جائے گی (ص ۴۶)

✿ ملائکہ ہمارے شیعوں کی گناہوں کو ان کے کندھوں پر سے یوں بوجھ ہٹا رہے ہوں گے جس طرح خزاں کے موسم میں ہوا درختوں کے پتوں کو گراتی ہے (۴۲)

✿ اے ابوبصیر! جو قرآن کی آیات اس عنوان کی نازل ہوئی ہیں جو لوگوں کو جنت کی طرف لے جا رہی ہیں اور اہلِ جنت کی طرف لے جا رہی ہیں اور اہلِ جنت کا ذکرِ خیر کر رہی ہیں وہ ہمارے شیعوں ہی کے بارے میں تو ہیں (ص ۵۰)

✿ اللہ عزوجل نے صاحبانِ ایمان کو (بنیادی طور پر) اپنے نور سے پیدا کیا۔ اپنی رحمت کا ان پر رنگ چڑھایا اور جس دن انہیں اپنی معرفت کرائی تو اپنی معرفت کے ساتھ ان سے ہماری ولایت کا عہد و پیمان بھی لیا (ص ۵۱)

موت کا فرشتہ تمہیں ہماری زیارت سے مشرف کرائے گا

سدیر جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا فرزندِ رسولؐ! کیا مومن قبضِ روح کے وقت پریشان ہوتا ہے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "نہیں البتہ فرشتۂ موت کو دیکھ کر اسے لحظہ بھر کیلئے گھبراہٹ ہوتی ہے تو وہ فرشتہ اسے کہتا ہے اے پیارے بندے! گھبرا نہیں اس اللہ عزوجل کی قسم! جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرِ برحق بنایا جتنا شفیق باپ اپنے بیٹے پر مہربان ہوتا ہے میں اس سے زیادہ مہربان ہوں۔

فرشتۂ موت زیارتِ معصومینؑ کراتا ہے

پھر اسے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرائی جاتی ہے اور ایک پکارنے والا اسے جنت کی بشارت دیتا ہے اور وہ انتہائی خوشی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے (ص ۵۲)

ایک عظیم سعادت اور خوشخبری

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں "تمہارے گھر تمہارے لئے جنت اور تمہاری قبریں تمہارے لئے بہشت ہوں گی" (ص ۲۳)

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کا فرمان

"ہماری ولایت رکھنے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ ان کے چہرے روشن اور درخشاں ہوں گے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو گی کیونکہ ان کو امان نامہ دیا جائے گا۔ باقی لوگ خوفزدہ ہوں گے مگر یہ خوفزدہ نہ ہوں گے لوگوں کو غم ہوگا مگر انہیں کوئی غم نہ ہوگا (ص ۲۷) ✿✿

دربار میں یوں خطبہ سرا ہوئیں حضرت زینبؑ
جیسے منبر کوفہ پہ علیؑ بول رہے ہیں

ثانی فخر النساء کا ابن زیاد کے دربار میں باطل شکن جواب

ترجمہ: علامہ ابن حسن نجفی
ترتیب و پیشکش: فروہ ارسلان سروانی

کوفے کے شہر بیکراں پر آہوں کی بدلیاں چھائی ہوئی تھیں اور تمام شاہراہیں لوگوں کی کثرت سے چھلک رہی تھیں۔ حد خیال تک آدمی ہی آدمی مگر جسے دیکھو، رنگ اُڑا ہوا، منہ کھلا ہوا، آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے سوگوار مجمع کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

سامنے ایک لٹا ہوا قافلہ تھا جو قدم قدم، تڑپا دینے والا درد، بانٹ رہا تھا اور نفس نفس، ضمیروں میں اُتر جانے والے غم کا ہجوم لگاتا چلا جا رہا تھا۔

دوسری جانب قصرِ ریاست میں دمشق کی آمرِ سلطنت کا جفا پیشہ نمائندہ، خوشی کے مارے جھوم رہا تھا اور اس کے کہنے پر سارے درباری نام نہاد کامیابی کا جشن منا رہے تھے۔

کج نہاد حاکم چاہ رہا تھا کہ اپنے مصنوعی جاہ و جلال اور جھوٹی مسرتوں کا میلہ لگا کر ان قیدیوں کو جو سچائی کا کانٹوں بھرا راستہ طے کرکے ایک پورا مقتل اُٹھائے چلے آ رہے ہیں کچھ اور دُکھ دے دے، تھوڑی اور اذیت پہنچا دے تا کہ ان کے اعصاب کی رہی سہی طاقت بھی ختم ہو جائے۔

چنانچہ اِدھر فرمان نکلا، اُدھر سرکاری کارندوں نے رسن بستہ اسیروں کو "راج محل" کے دروازے تک پہنچا دیا۔ اور پھر چند لمحوں میں یہ قیدی "کاخِ سفید" (الحمراء) کی روشوں سے ہوتے ہوئے "تختِ امارت" کے سامنے تھے۔

صوبے کا کرتا دھرتا، اُموی فرماں روا، یزید ابن معاویہ کا دستِ راست اور زیاد ابن ابیہ جیسے مجہول النسب باپ کا بیٹا، عبید اللہ، اقتدار کی کرسی پر فرعون کا کردار پیش کر رہا تھا۔ علاقے کی مشہور ہستیاں، حکومت کے پسندیدہ اشخاص، نیز فوج اور انتظامیہ کے بڑے بڑے عہدے دار آنے والے قیدیوں کو دم سادھے دیکھ رہے تھے۔ لیکن ابن زیاد انتہائی رعونت سے اسیروں کا جائزہ لے رہا تھا۔

اچانک اس کی نظر ایوان کے آخری کونے پر پڑی جہاں ایک باوقار خاتون دربار کے آداب و روایات سے بے پروا کچھ جاں نثار عورتوں کے حلقے میں کمال اطمینان کے ساتھ تشریف فرما تھیں "یہ کون ہے؟" عبید اللہ نے نہایت تلخ لہجے میں دریافت کیا مگر اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ ماحول پر پُر اسرار قبرستان کا سناٹا چھایا ہوا تھا فضا میں دوبارہ ارتعاش پیدا ہوا، ابن زیاد تیوریاں چڑھا کر پھر اپنا سوال دہرا رہا تھا "بتاؤ یہ کون ہے؟" مگر اس مرتبہ بھی خاموشی طاری رہی۔ کوفے کے حاکم نے تیسری دفعہ غصے میں بے قابو ہو کر پوچھا "آخر بتاتے کیوں نہیں یہ کون عورت ہے؟"

اب کی ان فدائی عورتوں میں سے جو عظیم خاتون کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھیں ایک نے بے محابا بڑی جرأت و طاقت سے جواب دیا "پوچھنے والے یہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہیں" زینبؑ کا نام سنتے ہی زیاد کا بیٹا کلیجے کے پھپھولے پھوڑنے لگا، اس کی بل کھاتی زبان سے جو پہلا جملہ نکلا وہ یہ تھا

"خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں رُسوا کیا۔ موت کے گھاٹ اُتارا اور تمہارے ناپسندیدہ ارادوں کو بے نقاب کر دیا"۔

بس یہ سننا تھا کہ فاتح خیبرؑ اور صاحب ذوالفقار کی بیٹی نے اپنے اقتدار شکن اور سلطنت فشار انداز سے یوں خطاب فرمایا

"شکر ہے اس معبودِ یکتا کا جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ہمیں عزت دی اور ہمارے گھرانے کو کمالِ طہارت کا شرف بخشا!

ابن زیاد! بے آبرو وہ ہوتا ہے جو بدکار و بداطوار ہو نیز جھوٹا وہ ہوتا ہے جو آئین کی

خلاف ورزی کرے، قانون کے پرزے اڑائے اور وہ مجرم نہیں کوئی اور ہوگا"۔

تلوار کی باڑھ جیسے اس تیز جواب سے خدا کے دشمن عبیداللہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ جلیلے ناگ کی طرح تلملا کر اس نے بڑی بیتابی سے کہا

"دیکھا اللہ نے تمہارے "کنبے" کی کیا گت بنائی اور تمہارے بھائی پر کیا حشر توڑا؟

بات اب برداشت سے باہر ہو چکی تھی اقدار و نظریات کی کھلی توہین اس کے علاوہ ابن زیاد انتہائی شقاوت کے ساتھ عقیلہ بنی ہاشم کے طہارت نسب، تقدس مآب خاندان اور سیدہ زینبؑ کے فخر کائنات عزیز اور شہید بھائی کے بارے میں ہرزہ سرائی کر رہا تھا۔

ثانی زہراؑ کے تیور بدلے اور معلوم ہوا کہ "برق و آتش" کا ایک چشمہ تھا جو ابل پڑا" ارشاد فرمایا

"ہم نے ہمیشہ اچھائی دیکھی ہاں خاندان رسالت کا رتبہ اتنا اونچا ہے کہ انہیں شہادت جیسی نعمت نصیب ہوئی خدا نے جو چاہا وہ انہوں نے کر دکھایا یہ قتل گاہ سے گزرے اور گنج شہیداں میں محو آرام ہو گئے۔

مگر یاد رکھنا ابن زیاد! وہ جو سب کا داور ہے آخری فیصلے کیلئے وہ بہت جلد تجھے اور انہیں اپنی عدالت میں طلب کرنے والا ہے اور جب آمنا سامنا ہوگا تب دیکھنا مظلوم کی فریاد کیا رنگ لاتی ہے؟ اور خون ناحق کیا اثر دکھاتا ہے؟

مرجانہ ملعونہ کے جائے، تیری ماں کی کوکھ اجڑے، وہ تیرا سوگ منائے سن! ہاں سن! داور محشر جس دن انصاف کرے گا اس دن تجھے پتہ چلے گا کہ کون جیتا اور کون ہارا؟"

کربلا کی پاسبان اور حسینیت کی نگہبان نے کوفے کے فرمانروا کو زد کرنے میں جو دلیری دکھائی اور اسے نیچا دکھانے میں جس بے جگری سے کام لیا وہ شجاعت و شہامت کی تاریخ میں ایک انوکھی مثال ہے۔ امیہ کے خلاف بھڑکتے ہوئے شعلوں کا پے در پے ہجوم اور توقع کے برعکس لپکتے ہوئے کوندوں کی لگاتار یورش سے ابن زیاد ہکا بکا رہ گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ہو، اس میں سکت نہیں رہی، غرور ٹوٹ گیا اس کی سیاست جواب دے گئی اور ریاست زلزلوں کی زد میں آ گئی۔

احساس کمتری کے بوجھ سے اسکے اعصاب شل ہو گئے تھے کوئی جواب نہیں سوجھ رہا تھا بالآخر کھسیانا پن مٹانے کیلئے ظالم نے اپنی زبان کھولی تو اس عنوان سے۔

تمہارے سرکش بھائی اور خاندان کے دوسرے باغی افراد کے قتل سے خدا نے میرا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا"۔

ختم المرسلینؐ کی نواسی نے چشم خوں بار سے ماحول پر ایک نظر ڈالی صورتحال کا جائزہ لیا اور پھر کمال حکمت سے ارشاد فرمایا

"ابن زیاد! تو نے ہمارے بڑوں کو تہ تیغ کیا۔ ہمارے سایہ دار شجر کی شاخیں کاٹ دیں ہمارے پھولے پھلے درخت کو جڑ سے نکال ڈالا۔ اب اگر قلب و جگر کی آگ یوں ہی بجھتی ہے تو پھر بجھنے کو بجھ لے کر ٹھنڈک پڑ گئی"۔

لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ ابن زیاد کو اس کے بعد کبھی آرام نصیب نہیں ہوا اس لئے کہ کربلا کے نمائندہ قافلے کی ترجمان حضرت سیدہ زینب علیہا السلام نے اسلامی فکر اور انسانی ضمیر کو کچھ اس طرح جگا دیا تھا کہ یہ بیداری ایک باقاعدہ تحریک بن گئی اور کوفے سے لے کر شام تک تمام راج محلوں اور سارے شبستانوں کے چراغ گل ہوتے نظر آنے لگے۔

یہ عقیلہ بنی ہاشم ہی کی تقریروں اور مکالموں کا اثر تھا جو صحابی رسولؐ، عبداللہ ابن عفیف ازدی بھرے مجمع میں سراپا احتجاج بن گئے اسی طرح خاندان غامد اور بنو وائل کے بعض جیالے بھی حکومت کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے اور پھر یہ بات اتنی عام ہوئی کہ گھر گھر بغاوت کے پرچم لہرانے لگے اور جگہ جگہ شہر آشوب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی بڑے بڑے فوجی افسر استعفیٰ دینے لگے شہر کے معزز باشندوں نے کوفے میں رہنا چھوڑ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے زنجیریں ٹوٹنے لگیں اور زندان کے دروازے کھلنا شروع ہو گئے۔

ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے "الامامۃ والسیاسۃ" کے مولف ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ "عبیداللہ ابن زیاد کو یہ برا وقت بھی دیکھنا پڑا کہ بھرے جیسے شہر میں جب وہ تقریر کرنے کھڑا ہوتا تھا تو عوام اس پر اینٹوں اور پتھروں کا مینہ برساتے تھے" اسی کو اہل جہاں انقلاب کہتے ہیں۔

✿✿......✿......✿✿

✿✿

شریکۃ الحسینؑ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا اہل کوفہ سے خطاب

ترجمہ: علامہ ابن حسن نجفی

انتخاب و پیشکش: سید وقار حسین نقوی (ایم اے۔ پولیٹیکل سائنس)

حمد و سپاس اللہ کے لئے

اور درود و سلام میرے پدر بزرگوار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پاک اور نیک اہل بیتؑ پر۔ کوفے والو! غدر و فریب کے پجاریو! روتے ہو؟ تمہارے یہ آنسو کبھی نہ رکیں ہمیشہ فریاد کرتے رہو، مکاری کے پتلو!

تم تو اس عورت کی طرح سے ہو، جو محنت سے اُون کاتتی تھی اور پھر خود ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی تھی (سورہ نحل آیت ۹۲)

عقیلۂ آل محمدؑ نے اس آیۂ ربانی ہدایہ کو بطور سند تلاوت کر کے اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے کہ قسم کھانے والا اپنے قول و قرار پر خدا کو ضامن قرار دیتا ہے لہٰذا قسم کا تقدس برقرار رکھنا ضروری ہے تاکہ قسم کو اس طرح نہ توڑا جائے جیسے (''مکے کی پگلی'' ار یطہ بنت عمرو ابن کعب کرتی تھی کہ دن بھر محنت سے اون کاتا اور ادھر دونوں وقت ملے اس نے سارا کتا ہوا اُون نوچ کر پھینک دیا قسم کے ساتھ ذہنی مریضوں والا رویّہ نہیں اختیار کرنا چاہیے)

قسمیں کھا کر چلنے والو! کذب و غرور کے مجسمو! لونڈیوں کی سی خوشامد اور دشمنوں کی طرح عیب جوئی کرتے ہو؟

ظالمو! تم گھورے پر اُگی ہوئی ہریالی اور جھوٹی ملمع کاری کی طرح بے قیمت ہو کس بری طرح تم نے اپنی عاقبت خراب کی ہے۔ اب غضب الٰہی کیلئے تیار رہو۔ تم ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہو گے کیوں ستم گرو؟ آنسوؤں سے منہ دھو رہے ہو۔ ہاں روؤ۔ تم رونے کے مستحق ہو، ہنسنے سے زیادہ روؤ۔ تم نے اپنے دامن پر وہ دھبہ لگایا ہے جو دھوئے دھوئے نہیں چھوٹے گا۔

کوفے والو! یہ اندھیر کہ خاتم النبیینؐ کے بیٹے اور سردار جوانانِ جنت کو قتل کر ڈالا؟ بے حمیتو! تم نے اسے خاک و خون میں ملایا ہے جو تمہارے لئے کہف امن، جائے پناہ، صلح و آشتی کی آماجگاہ اور منارۂ ہدایت تھا غور تو کرو تم نے کتنا بڑا گناہ کیا ہے؟ کس بری طرح تم رحمتِ الٰہی سے دور ہوئے ہو۔ تمہارے مساعی عبث، کوشش بے سود۔ ذلت و خواری کے خریدارو! تم عذاب میں ضرور گرفتار ہونے والے ہو تم پر! حق فروشو! تم نے اپنے رسولؐ کے کلیجے کو پاش پاش اور ان کے حرم کو بے پردہ کیا۔ کتنے اچھے اور سچے لوگوں کا خون بہایا اور کن کن طریقوں سے سرکار ختم المرسلین کی حرمت ضائع کی؟

کوفیو! تم نے وہ کام کیا ہے جس کے سبب کچھ دور نہیں کہ آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں تمہاری برائیاں آفاق گیر ہیں۔ تمہاری بداعمالی نے پوری دنیا کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ سنو تم حیران ہو کہ اس واقعہ سے آسمان نے خون برسایا ٹھہرو! عذاب آخرت اس سے زیادہ تمہیں رسوا کرے گا اور وہ بھی اس وقت جبکہ نہ تمہارا کوئی حامی ہوگا نہ مددگار۔

ہاں ......! یقین مانو، یہ مہلت کے لمحے تمہارے بوجھ کو ہلکا نہیں کر سکتے۔ وقت، قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہے انتقام کی گھڑیوں کو قریب سمجھو اور داور محشر، گنہگاروں کی گھات میں ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا ......کوفیو! تم اس وقت کیا جواب دو گے؟ جب پیغمبر خدا تم سے کہیں گے کہ تم آخری امت ہو، تم نے میری اولاد، میرے اہل بیتؑ، میری حرمت اور میرے ناموس کے ساتھ یہ کیا کیا؟ میرے گھرانے کی کچھ ہستیوں کو اسیر بنایا اور بعض کو قتل کر ڈالا!

کیوں! میرے احسانات رشد و ہدایت کی یہی جزا تھی؟ یہی صلہ تھا کہ میرے بعد میرے عزیزوں اور میری آل، اولاد کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا؟ اہل کوفہ! اندیشہ ہے کہ کہیں تمہارا بھی وہی حشر نہ ہو جو قوم عاد اور اس کی اُمت کا ہوا! ✿✿

سجادؑ کی ہیبت سے اجل ڈول رہی ہے
زنجیر کی اِک ایک کڑی بول رہی ہے

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا دربارِ یزید میں تاریخی خطبہ

علامہ سید ضمیر جعفر نقوی
انتخاب و پیشکش: ظہیر عباس فاضل دمشق

کامل بہائی کے مطابق حضرت سید الساجدین علیہ السلام نے خطبہ کا آغاز ان کلمات سے فرمایا

تمام تعریفیں خدائے (واحد) کیلئے ہیں جو (ازل سے موجود ہے اور اس کیلئے) کوئی ابتدا (فرض) نہیں کی جا سکتی وہ ایسی دائم (اور سرمدی) ذات ہے جس کیلئے کوئی فنا نہیں۔ وہ اول ہے جس سے قبل کوئی اوّلیت نہیں رکھتا وہ آخر ہے جس کے بعد کوئی آخر نہیں ہے اور تمام مخلوقات کے فنا ہو جانے کے بعد بھی وہی باقی رہنے والا ہے روز و شب کا (نظام) اسی نے مقرر کیا ہے اور ان کے درمیان تقسیم کار کرنے والا وہی ہے۔

پاک اور بے نیاز ہے اللہ جو صاحب اقتدار بھی ہے اور خوب جاننے والا بھی۔

اے لوگو خداوند عالم نے ہم اہل بیت پیغمبرؐ کو چھ خصوصیات سے نوازا ہے اور سات فضیلتوں میں ہمیں تمام مخلوقات سے ممتاز قرار دیا ہے جن خصوصیات سے ہمیں نوازا وہ علم و دانش۔ حلم و بردباری ۔ جوانمردی ۔ فصاحت و بلاغت ۔ شجاعت و بہادری۔ لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت ہے۔

اور جن سات فضیلتوں میں (ہمیں تمام مخلوقات سے) ممتاز قرار دیا ہے وہ یہ ہیں: نبی مختار احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے جد امجد ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ ہمارے دادا ہیں۔

جناب جعفر طیارؑ جن کو خداوند عالم نے دو خصوصی پَر عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں میرے (والد کے چچا) تھے۔ جناب حمزہ جو شیر الٰہی بھی تھے اور شیر رسولِؐ کرم بھی، وہ ہمارے دادا حضرت علی مرتضیٰ کے چچا تھے۔

خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؑ سیدۃ النساء العالمین ہماری جدہ ماجدہ ہیں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام، دونوں حضرات جو جوانان جنت کے سردار ہیں میرے عم محترم اور والد بزرگوار ہیں۔

جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے جو مجھے نہیں پہچانتا میں اسے اپنے آپ کو پہچنواتا ہوں۔

میں مکہ و منیٰ کا فرزند ہوں۔ میں زمزم و صفا کا دلبند ہوں۔

اسی طرح آپؑ اپنے خاندان کی توصیف فرماتے رہے پھر فرمایا

"میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی اولاد ہوں۔ میں اس کی اولاد ہوں جو تمام خواتین عالم کی سردار ہیں۔ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کا دلبند ہوں۔ میں اس حسینؑ مظلوم کا بیٹا ہوں جو اہلِ جفا کے خنجر سے شہید کیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید کر دیا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کے گھر پہ اہلِ جور و عناد نے حملہ کیا۔ میں اس کا نورِ نظر ہوں جس پر زمین میں زندگی گزارنے والے حیوانات نے گریہ کیا اور فضا کے پرندوں نے بھی۔

میں اس کا بیٹا ہوں جس کے سر کو نوکِ نیزہ پر بلند کر کے شہر بہ شہر اور دیار بہ دیار پھرایا گیا۔ میں اس کا دلبند ہوں جس کے اہل حرم کو مجہول النسب افراد نے قیدی بنایا۔ ہم ہیں اہل بیت پیغمبرؐ کے وہ افراد جنہیں ابتلا و آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ جبکہ ہمارے گھر میں فرشتے نازل ہوتے رہے اور علوم الٰہی کا مرکز ہمارا ہی گھر تھا۔

بعض معاصر مورخین نے آپؑ کے خطبے کے مندرجہ کلمات کا بھی ذکر کیا ہے (کہ امامؑ نے فرمایا)

"میں اس کا فرزند ہوں جس نے اپنی ردا میں زکوٰۃ کا سامان اٹھا کر غریبوں تک

پہنچایا۔ میں بہترین لباس ورداء والے کا فرزند ہوں۔ میں بہترین، زمین پر قدم رکھنے والے کی اولاد ہوں۔ میں بہترین، طواف و سعی کرنے والے کا فرزند ہوں۔ میں بہترین، حج و تلبیہ کہنے والے کا نورِ نظر ہوں۔ میں اس کی اولاد ہوں جسے سفرِ معراج میں بُراق پر سوار کیا گیا۔ میں اس کے جگر کا ٹکڑا ہوں جسے راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے جایا گیا اور لے جانے والا کتنا بے نیاز اور پاکیزہ صفات والا ہے؟

میں اس کا پارۂ جگر ہوں جسے جبرئیل امین سدرۃ المنتہیٰ تک اپنے ساتھ لے گئے۔ میں اس کا فرزند ہوں جس نے تقرب کی تمام منزلیں طے کیں اور جو دو کمان یا ان سے کم فاصلے تک پہنچا۔ میں اس کی اولاد ہوں جس نے ملائکہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ میں اس کا پارۂ جگر ہوں جس سے پروردگارِ عالم نے وحی کے ذریعے راز کی باتیں کیں۔ میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کی اولاد ہوں۔ میں حضرت علی مرتضیٰؑ کا بیٹا ہوں جنہوں نے کفار کی شوکت مٹا دی۔ میں اس کی اولاد ہوں جس نے رسول اکرمؐ کے سامنے دو تلواروں سے جنگ کی اور دو نیزوں سے نیزہ زنی کی، دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی، دو بیعتوں میں حصہ لیا اور دو ہجرتیں کیں۔ جس نے بدر و حنین کے معرکے سر کئے اور جس کا دامن ایک لحظہ کیلئے بھی شرک سے آلودہ نہ ہوا۔ میں صالح المومنین۔ وارث النبیین۔ قاتل الملحدین۔ یعسوب المسلمین۔ نور المجاہدین۔ تاج البکائین۔ اصبر الصابرین۔ افضل القائمین۔ میں آل یٰسین اور رسول رب العالمین کا فرزند ہوں۔

میں اس کی اولاد ہوں جس کی جبرئیل کے ذریعے تائید اور میکائیل کے ذریعے مدد کی گئی۔ میں حرم مسلمین کے محافظ کا فرزند ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جس نے بیعت شکن، انحراف کرنے والوں، دین سے نکل جانے والوں سے جہاد کیا اور نواصب سے جنگ کی۔ میں تمام قریش میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ انسان کا وارث ہوں۔

میں اس کا فرزند ہوں جس نے سب سے پہلے دعوتِ الٰہی پر لبیک کہی۔ جو سب سے پہلے صاحبِ ایمان تھے۔ ظالموں کی کمر توڑنے والے۔ مشرکین کو ہلاک کرنے والے۔ منافقین کے حق میں پیہم آتشِ خداوندی۔ حکمت العابدین کی زبان۔ دینِ خدا کے مددگار۔ امرِ خدا کے ولی۔ حکمتِ الٰہی کے چمن زار۔ علمِ الٰہی کے خزینہ دار۔ سب سے زیادہ صاحبِ عزم و عزیمت۔ سب سے زیادہ صاحبِ حوصلہ و ہمت۔ شیرِ نیستانِ شجاعت اور بارانِ رحمت تھے۔

میدانِ جنگ میں نیزوں کی باہمی آویزش اور گھوڑوں کی باہمی دوا دوش کے موقع پر ظالموں کو پیس ڈالنے والے اور انہیں ذرات کی طرح ہوا میں اُڑا دینے والے۔ حجاز کے شیر۔ صاحبِ اعجاز۔ عراق کے سردار۔ نص و استحقاق کی رو سے امام۔ مکی، مدنی، ابطحی، تہامی۔ بدری و احدی۔ بیعت شجرہ و ہجرت کے مجاہد، عرب کے سردار میدانِ جنگ کے شیر۔ سبطین کے والد۔ مظہرِ عجائب و غرائب (دشمنوں کے) لشکر کو پراگندہ کر دینے والے، شہابِ ثاقب، نورِ عاقب، اسد اللہ الغالب، مطلوب کل طالب، غالب کل غالب تھے یعنی میرے جد حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ۔

شیخ عباس قمیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے کچھ ایسے انداز سے اپنے آباؤ اجداد طاہرینؑ کے فضائل و مناقب بیان کئے کہ اسلامی تاریخ کا پورا نقشہ نگاہوں کے سامنے آ گیا اور لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے مجمع کی کیفیت دیکھ کر یزید لعین خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں انقلاب برپا نہ ہو جائے چنانچہ اس نے موذن کو اذان دینے کیلئے کہا۔

موذن نے اذان دینی شروع کی جب اس نے "اللہ اکبر" کہا تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا "بے شک خدا سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ پھر جب موذن نے کہا "اشھد ان لا الہ الا اللہ" تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ "میرا گوشت پوست خون، سب گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور جب موذن نے کہا "اشھد ان محمد رسول اللہ" تو امام علیہ السلام نے یزید لعین کو مخاطب کر کے فرمایا

اے یزید! بتا حضرت محمد مصطفیٰؐ جن کی رسالت کی گواہی دی جا رہی ہے میرے جد تھے یا تیرے؟ اگر تو اپنا جد کہے گا تو ساری دنیا کہے گی یہ جھوٹ ہے اور اگر اقرار کرے گا کہ ہمارے جد تھے تو بتا تو نے ان کی اولاد کو شہید اور اہل خاندان کو کیوں قیدی بنایا یزید لعین کوئی جواب نہ دے سکا۔

✿✿......✿......✿✿

اسیرانِ اہل بیتؑ کا شام سے کربلا میں ورود

انتخاب: قمر علی استوری

"مقتل لہوف" تالیف سید ابن طاؤوس (وفات ۶۶۴ ہجری) مترجم طبع سرگودھا کے ص ۱۴۲ پر اپنی اسناد سے لکھتے ہیں کہ

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے اہل بیتؑ شام سے عراق کی طرف آئے تو انہوں نے قافلے کے راہنما سے کہا کہ ہمیں کربلا کی طرف لے چلو، جب سرزمین کربلا پر پہنچے تو ان کی ملاقات جابرؓ بن عبداللہؓ انصاری اور چند افراد بنی ہاشم سے ہوئی، جو مدینہ سے قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کیلئے آئے تھے۔ سب گریہ و بکا کرنے لگے اور منہ پر طمانچے مارنے لگے اور اس طرح چند روز عزاداری کی کہ جو دلوں کو مجروح اور جگر کو آگ لگا دیتی تھی۔ عرب کی خواتین کی جو کہ کربلا میں موجود تھیں وہ چند روز اسی طرح عزاداری کرتی رہیں۔

اس روایت کے دیگر حوالے

✿ تاریخ عاشورہ تالیف ڈاکٹر ابراہیم آیتی مترجم ص ۲۷۵ طبع کراچی

✿ مصباح المجتہد تالیف شیخ طوسی علیہ الرحمہ ✿ مقام زنان ص ۵۸۶

✿ مثیر الاحزان تالیف ابن نما ✿ تاریخ التواریخ احوال امام حسینؑ ج ۳ ص ۴۷

✿ نفس المہموم ص ۳۶۶ ✿ الدمعۃ الساکبہ ج ۵ ص ۱۶۲

نــــوٹ: محیفۂ کربلا تالیف علی نظری منفرد مترجم نثار احمد زین پوری طبع لاہور اس کتاب کے ص ۲۷۲ تا ۲۷۸ تک اس عنوان پر مکمل بحث ہے اور مندرجہ بالا حوالہ جات اسی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ انصاری کی کربلا میں عزاداری

اللہوف ص ۸۲ ذریعۃ النجات ص ۲۷، کاروان حریت ص ۲۲۶ تا ۲۲۸ پر لکھا ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ انصاری جنہیں بعض مورخین غزوہ بدر میں بھی اپنے والد کے ہمراہ لکھتے ہیں انہوں نے اپنے والد گرامی کے ہمراہ ۱۸ غزوات میں شرکت کی اور حضرت پیغمبر اکرمؐ کے وصال کے بعد جنگ صفین میں امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی حمایت میں شرکت کی۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی احادیث کے راوی بھی ہیں۔ زندگی کے آخری حصے میں انکی بینائی ختم ہو چکی تھی انہوں نے ۹۴ سال کی طویل عمر پائی۔ مورخین کے مطابق ۷۴، ۷۸ یا ۷۹ ہجری میں وفات پائی اور مدینہ منورہ میں دفن ہوئے یہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد کربلا پہنچے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ انصاری جب زیارت کے ارادے سے آئے۔ عطیہ عوفی جسے شیخ طوسیؒ نے اپنے رجال کی فہرست میں حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے یہ "بکالی" کے ساتھ مشہور ہیں جو ہمدان کا ایک قبیلہ ہے یہ جابرؓ بن عبداللہؓ کے ہمراہ کربلا میں زیارت کیلئے آئے تھے۔

جابرؓ نے فرات سے غسل زیارت کیا اور احرام باندھنے والوں کی طرح ایک چادر اوڑھی اور قبر حسین علیہ السلام کی طرف چلے اور عطیہ عوفی سے کہا کہ میرے ہاتھ کو امام حسین علیہ السلام کی قبر پر رکھ دے۔ قبر اطہر پر ہاتھ رکھتے ہی جابرؓ بے ہوش ہو گئے اور تین مرتبہ کہا "یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

حضرت سیدہ اُم کلثومؑ کا چہرے پر طمانچے مارنا

کربلا میں قبر ہائے اطہر پر گر گر کر حضرت سیدہ اُم کلثوم سلام اللہ علیہا نے اپنے چہرۂ اقدس پر طمانچے مارنا شروع کر دیئے اور بین کیا

"آج محمد مصطفیٰؐ علی المرتضیٰؑ، فاطمۃ الزہراؑ، حسن مجتبیٰؑ اس دُنیا سے رخصت ہو گئے"

آپ کو عزاداری کرتے دیکھ کر دوسری خواتین نے بھی ماتم کرنا شروع کر دیا۔

(باقی ص نمبر 18 کالم نمبر 2 پر) ✿

گھر میں کوئی ہے تو نانا کے لئے کیا لائی ہے
جلتے خیموں سے یہ اسلام بچا لی ہے

مدینۃ الرسولؐ میں اسیران اہل بیتؑ کی واپسی اور عزاداری

انتخاب: رباب صفدر۔ ایم اے ایجوکیشن

حضرت سیدہ زینبؑ کے مصائب کی وجہ سے بال سفید ہو گئے

یہ اس ستم رسیدہ اُم المصائب خاتون کے المناک مصائب کی طویل داستان ہے صبر سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جناب اُم المصائب دُنیا کی سب سے زیادہ ستم رسیدہ اور دُکھیاری شہزادی تھیں۔

علامہ مازندانی فرماتے ہیں کہ خلقت حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک کسی خاتون پر اس قدر مظالم نہیں ڈھائے گئے جس قدر اس شہزادی پر آئے حتیٰ کہ مسلسل مصائب کی شدتیں برداشت کرنے کی وجہ شہزادی اہل شام کے مظالم اور شماتت اعداء کی وجہ سے اس قدر روئیں کہ کمر جھک گئی اور سر کے بال سفید ہو گئے اور ساری عمر شہزادی کی روتے ہی گزر گئی (الطراز المذہب ص ۲۲۶)

حضرت سیدہ زینبؑ رونے کو ترستی رہیں

خدا جانے کس طرح اس شہزادی نے اپنے بھائی حسینؑ مظلوم پر وارد ہونے والے مصائب و آلام کو آنکھوں سے دیکھا جب کہ بچپن سے ہی اپنے برادر کی مشتاق تھیں۔ اور ذرا سی دیر بھی حسینؑ کا فراق ان کیلئے ناقابل برداشت تھا، یہی وجہ تھی کہ یہ سیدہ بی بی کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک روح فرسا سفر میں اور زندان شام میں بھی ترستی رہیں کہ کوئی ایسا موقعہ ملے کہ جی بھر کر بھائی کا ماتم کر سکوں چنانچہ قید سے رہا ہوتے ہی اپنے دل کی حسرت پوری کی اور سات روز تک شام میں عزاداری کا سلسلہ قائم کیا۔

کربلا کے بعد آپؑ ہمیشہ سوگوار رہیں

واقعہ کربلا کے بعد شہزادی کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ تمام مخدرات عصمت نے واقعہ کربلا کے بعد سوگواری قائم رکھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

ینح علی الحسین سنۃ کل یوم ولیلۃ

حضرت امام حسین علیہ السلام پر کئی سال ہر دن رات نوحہ خوانی کی گئی۔ متعدد کتب مقاتل میں ہے۔

امام مظلوم کی شہادت کے بعد تمام بنی ہاشم کی عورتوں نے سیاہ لباس پہنے اور وہ اس طرح غم میں محو ہوئیں کہ انہوں نے کبھی سردی یا گرمی کی شکایت نہ کی، حضرت امام سجادؑ ان کے طعام کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔ جناب فاطمہؑ بنت علیؑ سے مروی ہے "ہم میں سے کسی بی بی نے مہندی نہیں لگائی اور کسی نے آنکھوں میں سُرمہ کی سلائی نہیں بھری اور کسی نے سر میں کنگھی نہیں کی یہاں تک کہ مختار نے عبیداللہ بن زیاد کا سر قلم کر کے مدینہ بھیجا" (الدمعۃ الساکبہ ص ۴۴۸، بحار جلد دہم ص ۲۱۸)

مدینۃ الرسولؐ کے نام حضرت سیدہ اُم کلثومؑ کا مرثیہ

اے ہمارے نانا کے مدینہ! تو ہم کو قبول نہ کر کیونکہ ہم غم و اندوہ لے کر آئے ہیں۔ اے مدینہ! رسول خداؐ کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض کر کہ ہم اپنے والد بزرگوار کی مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اے مدینہ! ہمارے مرد کربلا میں بے سر پڑے ہیں اور ہمارے فرزند ذبح ہو گئے۔ ہمارے جد کو خبر کر کہ ہم گرفتار کر کے قیدی بنائے گئے اور اے خدا کے رسولؐ! آپ کا خاندان کربلا میں بے گور و کفن پڑا ہے، ان کے کپڑے تک چھین لئے گئے اور حسینؑ کو شہید کیا گیا اور آپ کی رعایت ہمارے بارے میں نہ کی۔ اے رسول اللہ! کاش آپؐ اپنی آنکھوں سے ان قیدیوں کو شتر بے پالان پر سوار دیکھتے۔ یا رسول اللہ! پردہ و حجاب کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ لوگ ہمارے تماشے کیلئے آئے۔ یا رسول اللہ! آپؐ ہماری حفاظت و نگہداشت فرماتے تھے آپؐ کے بعد دشمنوں نے ہم پر ہجوم کیا ہے۔

راتوں کی بیداری نے ہماری بینائی چھین لی

اے سیدہ فاطمہؑ! کاش آپ اپنی بیٹیوں کو دیکھتیں! کہ کس طرح شہر بہ شہر اسیر کر کے پھرائی گئیں۔ اے فاطمہؑ! کاش ہم بے وارثوں کی طرف آپ دیکھتیں! اور کاش زین العابدینؑ کی حالت کو ملاحظہ فرماتیں! اے فاطمہؑ! کاش آپ دیکھتیں کہ راتوں کی بیداری نے ہماری بینائی چھین لی ہے۔

اے سیدہ فاطمہؑ! جو مصائب ہم نے دشمنوں کے ہاتھوں برداشت کئے ہیں ان مظالم سے کہیں سوا ہیں جو آپ نے اپنے دشمنوں سے اٹھائے تھے۔

اے سیدہ فاطمہؑ! اگر آپ زندہ ہوتیں تو ہماری حالت دیکھ کر قیامت تک روتیں اور نوحہ کرتیں۔ ذرا بقیع میں جا کر (اے سجادؑ) فرزند حبیب خدا کو پکارو اور کہو کہ اے چچا حسن مجتبیٰ! آپ کے بھائی کے عیال و اطفال مار ڈالے گئے، اے چچا! آپ کا ماں جایا آپ سے دور کربلا کی ریت پر بغیر سر کے آرام کر رہا ہے۔ جس پر پرندے و درندے نوحہ و بکا کر رہے ہیں۔ اے آقا! کاش کہ آپ وہ منظر دیکھتے جبکہ بے یار و مددگار اہل حرم کو شتران بے کجاوہ پر تشہیر کیا جا رہا تھا اس وقت آپ اپنے عیال و اطفال کو سر برہنہ دیکھتے، اے ہمارے نانا کے مدینے! اب ہم تجھ میں رہنے کے قابل نہیں رہے کیونکہ بڑے رنج و غم لے کر آئے ہیں۔

اب بچے ہماری گودیوں میں نہیں رہے

جب ہم تجھ سے نکلے تھے تو تمام اہل و عیال کے ساتھ نکلے تھے اور اب جو پلٹے ہیں تو نہ مردوں کا سایہ ہمارے سروں پر ہے اور نہ بچے ہماری گودیوں میں ہیں۔ مدینہ سے نکلتے وقت ہم سب اکٹھے ہو کر نکلے تھے لیکن جب پلٹے تو سر برہنہ ہو چکے تھے ہماری چادریں چھینی جا چکی تھیں۔ مدینہ سے نکلتے وقت ہم اللہ تعالیٰ کی امان میں تھے جب پلٹے تو خائف و ترساں ہیں۔ جب ہم نکلے تھے ہمارا ولی و وارث امام حسینؑ ہمارے سر پر موجود تھا اور اب انہیں کربلا میں دفن کر کے آ رہے ہیں۔

ہمیں بے پالان اونٹوں پر شہر بہ شہر پھرایا گیا

ہم وہ خاناں برباد ہیں جن کا کوئی کفیل نہیں ہم اپنے بھائی کے نوحہ گر ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کو شتران برہنہ پر دربدر پھرایا گیا۔ ہم یاسین و طہٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اپنے باپ کی نوحہ گر ہیں۔ ہم وہ پاکیزہ مخدرات ہیں جن کی طہارت پر دو خدا میں نہیں ہے ہم خالص برگزیدہ ہیں، ہم مصائب پر صبر کرنے والے ہیں، ہم صدق و صفا والے ہیں۔ اے نانا! آپ کی امت نے حسینؑ کو مار ڈالا اور آپ کی کوئی رعایت نہ کی۔ اے نانا! دشمن اپنی مراد کو پہنچ گئے اور ہمارے بارے میں انہوں نے اپنی شقاوت کی انتہا کر دی۔ انہوں نے مخدرات کی بے حرمتی کی اور بہ ظلم و قہر ان کو اونٹوں پر پھرایا۔ انہوں نے زینبؑ کو خیمے سے باہر نکالا فاطمہؑ گریاں ہیں۔

خیانت کاروں نے زین العابدینؑ کو ذلت کے ساتھ ہتھکڑیاں، بیڑیاں پہنائی ہیں اور ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ ان مرنے والوں کے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہے کیونکہ اسی دُنیا کی خاطر ہم کو موت کا جام پلایا گیا۔ یہ ہے میری داستان غم اور میری شرح حال اے سننے والو! ہم پر گریہ و بکا کرو (بحار الانوار جلد دوم ص ۷۸)

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر سے گریے کی آواز

حضرت امیر المومنینؑ کی مظلومہ بیٹی حضرت سیدہ ام کلثومؑ نے قبر پیغمبر اکرمؐ پر فرمایا "نانا بزرگوار! آپ پر سلام ہو! میں آپ کے فرزند حسینؑ کا پُرسہ دینے آئی ہوں" یہ سننا تھا کہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس قبر سے بلند آواز کے ساتھ رونے کی آواز آئی۔

حاضرین نے رونے کی آواز سنی تو سب کی چیخیں نکل گئیں اور مسجد نبویؐ کے در و دیوار سے رونے کی صدائیں بلند ہو گئیں (کاروان حریت ص ۲۴۹)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا مختار ثقفیؒ سے رابطہ

رہبر کبیر سید علی خامنہ ایؒ اپنی کتاب "حضرت امام زین العابدین علیہ السلام" مترجم طبع کراچی کے ص ۴۳ پر لکھتے ہیں "ان حالات میں اگر حضرت امام علی ابن الحسینؑ یا آئمہ میں کوئی ہوتا اور کھل کر کسی حکومت مخالف تحریک میں شامل ہو جاتا۔ یا تلوار لے کر سامنے آ گیا ہوتا تو یقینی طور پر شیعیت کی جڑیں ہمیشہ کیلئے کٹ جاتیں اور پھر آئندہ کسی زمانہ میں مکتب اہل بیتؑ کی نشو و نما اور ولایت و امامت کے قیام کی کوئی امید باقی نہ رہ جاتی سب کچھ ختم ہو کر رہ جاتا۔

بظاہر یہی وجہ نظر آتی ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسینؑ مختار ثقفیؒ کے معاملہ میں ان سے کھل کر کسی طرح کی ہم آہنگی کا اعلان نہ کرتے۔

اگر چہ بعض روایات اس بات کی شاہد ہیں کہ حضرت امام علی ابن الحسینؑ کا مخفی طور پر رابطہ قائم تھا۔ چنانچہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسینؑ نے علی الاعلان ان سے کبھی بھی کسی طرح کا رابطہ نہیں رکھا۔ ✿✿

تحریر: شاعر آل عمران مظفر حسین ڈوگر کربلائی

پیشکش: ذاکر ضیغم عباس (گلشن شمال راولپنڈی)

میں نے ماہنامہ الذکر اور ماہنامہ القائم میں یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔ اب رباب جعفر کے تقاضوں کے تحت باقاعدہ کالم ماہنامہ پیام زینبؑ میں آتا رہے گا۔ انشاءاللہ

سرائیکی شاعری پر حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید کے تاثرات

شاعر آل عمران ملک مظفر حسین ڈوگر کربلائی نے آفاقی درد میں ڈوبے ہوئے قلم سے ذاکری مصائب کو چیختے ہوئے دل کی کراہوں کے لہجے میں ڈھال کر جدید تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ مظفر ڈوگر کے لہجے میں اتنا کرب ہے کہ اس کی شاعری درد کی معراج نظر آتی ہے۔

ناواقف ہیکیاں گلیاں دی جڈاں وچ بازار دے آ گئی
کل شمر مزاج رعایا دی میڈی سئیں سمجھ غنا گئی
بولی زینبؑ پیو دے لہجے وچ ماحول دی بدل فضا گئی
ہنڑ لوگ آہدن ہک ہے کوں کیوں زینبؑ شام وچ آ گئی

✿

بے جرم اسیر شریفاں کوں ماحول دی گری کھا گئی
کم ظرف رذیل رعایا دی میری سئیں سمجھ غنا گئی
صامت قرآن دی ہر آیت بنی ناطق شام تے چھا گئی
زینبؑ، کلثومؑ دیاں شکلاں وچ توحید بازار وچ آ گئی

✿

اسلام دی باغی سرحد وچ ہمشیرؑ دی پاک سپاہ گئی
ہک خطبے وچ نونہہ جعفرؑ دی ماحول دا رخ بدلا گئی
ہاشم عدنان دی کل غیرت سجادؑ دی اکھ وچ آ گئی
رکھ بھر ایوبؑ دے صبر اُتے دربار وچ عونؑ دی ماء گئی

✿

گستاخ نظر گھوماں وچ آئی غیرت مند مستورے
تہذیب دی زہراؑ چپ کر کے گئی کر بازار عبور اے
لگے پتھر اسلام دی غیرت کوں تھیا زخمی سارا پورے
رئی ہے آہدی تروں بھرجائیاں کوں اج عونؑ دی ماں مجبورے

✿

چونڑ مستور دی دی چادر گری شام دی طرف سپاہ اے
آ اجڑ رسالت سنگیا ہے بازار وچ فی القربا اے
گئی وچھڑ سکینہؑ پھوپھیاں توں گئے ہس شام دے پتھر لگائے
والا س دی شدرے زخماں کوں رئی اے چمدی عونؑ دی ماءِ

✿

میں فر فر کے ہن تھک پئی آں اے مقصد فی القربا دا
میں سمجھا ہے ہر جا کوئی نہیں کر چارا جئیں زہراؑ دا
میں کول پھوپھی دے سم پہندی ہے ہاں مجبور زیادہ
کیوں جو بھین تیڈی دے زانو تے ہے زخمی سر کبریٰ دا

✿

احساس دی آیت دین کیتے جڈاں شام وچ داخل تھئی اے
عزتِ دی غیرت کئی گھنٹے بازار وچ زلدی رہی اے
تھئی بھیڑ ضمیر فروشاں دی ودھ زت سجاد دی گئی اے
پڑھ انا للہ گئی واری بی بی ٹر دربار دوں پئی اے

✿

کُل ہاشمی گھر دیاں عزتاں دی تھی ہر مایوس تھاں گئی
جڈاں وچ بازار دے شرفا کوں چوگردوں ویڑھ سپاہ گئی
ہک کُل معصوم سکینہؑ دی بیمار دا مرض ودھا گئی
آکھے چپ وین تھئی کیا ہوسی؟ ماں وچ بازار دے آگئی

✿

میں کہیں فیکون دا مالک ہاں اَج رنگ بدلن دنیا دے
تا ئیں اے پہلی واری زندگی وچ لگا ای کرن سوال سجاد ے
اَج ملکہ فدک دی دھی آئی اے بازار اِچ بانج ردائے
جے بھر سنگدا ہیں تاں شام دے وچ میکوں چادراں کجھ منگوا دے

✿

میڈے پور اِچ ہاشمی عزتاں ہن تائیں اے پیر تیڈا مجبور ے
کیویں حال ڈیواں جیوں کیتا ہے بازار سجاد عبور ے
میٹیاں تروے پھوپھیاں زخمی ہن گیا اے دل تے تھئی ناسور ے
تھئی ماں زخمی بازار دے وچ تائیں اے خون نتا اے غیور ے

✿

عباسؑ مزاج اسیر جڈاں آئے شام اِچ گھن تحریف
ساہ رُک رُک گئے علی عابدؑ دے ڈٹھا جاں ماحول کثیف
رہی اے بحر سجاد تے چھاں بن کے آکھے تک گئی ہئی تکلیف
ایہو سمجھیں جو تیڈے نال کھڑا اے تیڈے پیو دا ویر حنیف

✿

جُنم ویر دے زیور زو آکھے سُن بھین دی ویر کلام
جے آکھیں تاں بس ہک لفظ رکھاں کر سجاد قیام

ڈھلا کے پچھے سکینہؑ کوں فرمایا پاک امام
جے جاء خالی کوئی ڈسدی ہئی کر بے شک بھین آرام

✿

تو ڈے بابے دے مکھاں توں بن قیدن جھڑکاں کھا گئی
پر حسنیؑ ویر دے قاتلاں دا کائنات کوں نام ڈسا گئی
جیا ہک ہک مسند دے پرزے داخل وچ بازار دے پا گئی
آئی لائق دھی تائیں اے نانے توں ہنیاں دا داغ مٹا گئی

✿

زندان نہیں ساڈی مقتل ہے ، دشمن دی سازش گاہ ہے
محفوظ نہیں گرمی سردی توں میڈی ہر ہک صاحب جائے
میڈا ہر قیدی ہے غش دے وچ ایہو درد گیا ہے کھائے
شالا کے مستور نوں شام والے زندان اِچ موت نہ آئے

✿

اے بھیں ماحول دا پرودہ کر بند منہوں زبان
میڈا ضحیٰ تائیں پورا ہویا نہیں بازار والا نقصان
میڈی اکھ اِچ عباسؑ دی غیرت ہے میڈی کنڈھ او ہے قرآن
خاں شام صفیں اِچ بدل جاوی میڈا حسنؑ وی قتل جوان

✿

جیڑھی ڈوں تختاں دی وارث ہے او دل کھلیندی رہی اے
پانچوں سالاں دی دھی انڈی ڈوٹیں ڈر سنبھلیندی رہی اے
کر ذکر اسی اوا میں ڈر لا ہے تائیں اے نیر وہیندی رہی اے
منہ تخف دوں کر کے خون کھاں توں معصومؑ بھجیندی رہی اے

✿

میں جھڑکاں نال اٹھایا ہے ایندی دھی کو پیو دے سر توں
کر منہ میدان دوں معصومہ ہائی ہکل ڈتی اکبر کوں
ہس پیو دے خون اِچ تر کیتا معصومہ لو چادر کوں
ڈتا چابک نال دلاسہ میں مظلوم دی ایں دختر کوں

✿

ڈر سے سہمی ہوئی کانوں کو چھپا لیتی ہے

جب سکینہ ؑ کو مسلمان نظر آتے ہیں

حضرت سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا کی زندانِ شام میں شہادت

انتخاب و ترتیب: رملہ صغریٰ۔ ایم اے

زندان شام میں سکینہؑ کی روح، قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی

"گلزارِ خطابت" مجموعہ تقاریر کے ص ۲۶۳۔۲۶۴ پر فرماتے ہیں

زندان شام میں ایک قول کے مطابق سیدہ زینبؑ خاتون نے محسوس کیا کہ کسی نے سر پر ہاتھ رکھا ہے۔ پوچھا کون ہو؟ تو خاموشی چھا گئی۔ اس وقت رات ڈھل چکی تھی اور زندان میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ پھر بی بی سو گئیں تو دوبارہ ہاتھ سر پر آیا۔ پوچھا کون ہو؟ تو پھر خاموشی رہی جب تیسری دفعہ ہاتھ آیا تو بی بی اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کون ہو؟ میرے سر پر بار بار ہاتھ لگانے والے! اس وقت دھیمے لہجے سے گریہ میں ڈوبی ہوئی آواز آئی۔

پھوپھی جان! ناراض نہ ہونا۔ میں آپ کے مظلوم بھائی حسینؑ کی یتیم بچی ہوں۔

بی بی نے فرمایا: تجھے نیند کیوں نہیں آتی۔ حالانکہ تیری عمر کے بچے تو سرِ شام سو جایا کرتے ہیں؟ بتاؤ کیا مانگتی ہو؟ پس رو رو کر بچی نے عرض کیا۔ اگر مل سکے تو بابا کا سینہ مانگتی ہوں۔ پس ایک ایک بی بی نے باری باری اٹھایا لیکن بچی نے رونا بند نہ کیا تو امام سجادؑ نے فرمایا اسے میرے سینہ پر سلا دو۔ شاید بابا کا سینہ سمجھ کر خاموش ہو جائے۔ چنانچہ حضرت سجادؑ زمین پر لیٹے اور بچی کو سینے پر سلایا گیا۔ کچھ دیر تک تو بچی خاموش رہیں لیکن پھر اٹھ بیٹھیں اور حضرت سجادؑ کی داڑھی میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔ پس رو کر عرض کی بھائی جان! آپ تو میرے بھائی سجادؑ ہیں۔

آپ مجھے کیوں نہیں بتاتے کہ میرے بابا حسینؑ کہاں گئے؟

چنانچہ دن رات رونے والی بچی کی خبر ہوئی کہ وہ ہر وقت روتی ہے تو یزید نے طشت طلا میں حسینؑ کا سر رکھ کر اوپر رومال ڈالا اور اس بچی کے سامنے طشت میں رکھ کر پوچھا گیا۔ بی بی بتاؤ اس سرپوش والے کو پہچانتی ہو؟ جب بچی نے دیکھا کہ یہ تو میرے بابا کا سر ہے۔ فوراً سر کے اوپر منہ رکھ لیا اور کہا بابا جان!

مجھے ظالموں میں چھوڑ کر آپ کہاں چلے گئے؟ اور آپ کی ان نازنین رگوں کو کس ظالم نے تیغ جفا سے کاٹا؟ کس نے آپ کی ریش اقدس کو خون سے رنگین کیا؟ ہائے اس کو میری کمسنی پر رحم نہ آیا۔ ہائے اس کو میری یتیمی پر ترس نہ آیا۔ اس نے اس قدر رونا شروع کر دیا کہ ہچکی بندھ گئی جب کچھ دیر کے بعد ہچکی رکی اور رونے کی آواز بند ہوئی تو نبض پر ہاتھ رکھا گیا بچی کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

تمہارے آنسوؤں سے بہتا ہوا دریا میری کم سن بہن سکینہؑ

کی ایک مصیبت کا بھی بدلہ نہیں...... امام زین العابدینؑ

علامہ حسین بخش جاڑاؒ "گلزارِ خطابت" کے ص ۲۷۱۔۲۷۲ پر فرماتے ہیں

"حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک مومن سے عالم خواب میں دریافت کیا کہ تم میرے باپؑ کو کس قدر روتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا سارا سال روتے ہیں جب بھی فرش عزا بچھایا جائے۔

اس واقعہ پر امامؑ نے فرمایا تم اگر اتنا روؤ کہ تمہارے آنسوؤں کا پانی ایک نہر کی شکل میں بہنے لگے تو پھر بھی فخر نہ کرو کیونکہ تمہارے آنسوؤں سے بہتا ہوا دریا میری کمسن بہن سکینہؑ کی ایک مصیبت کا بھی بدلہ نہیں ہو سکتا۔ وہ کس قدر طمانچے سہتی رہی اور کیا کیا ظلم سہتی رہی"۔

ہمارا سلام ہو یتیم بچی بی بی سکینہؑ پر

مجالس ترابی حصہ اوّل ناشر محفوظ بک ایجنسی کراچی ص ۱۲۵ پر فرماتے ہیں

ہم اب سلام کریں گے اس بی بی پر جس کا نام ثانی زہراؑ زینبؑ کبریٰ ہے جو فاطمہ زہراؑ کی نائب ہے۔ بی بی غلاموں کا سلام قبول ہو۔ بی بی آج پہلی رات ہے جہاں دلِ حرم کی نگرانی آپ کو کرنا ہوگی۔ بی بی کل تک عباسؑ تھے، کل تک عونؑ و محمدؑ تھے، کل تک قاسم ابن الحسنؑ تھے، کل تک علی اکبرؑ تھے۔ بی بی آج آپؑ جلے ہوئے خیموں کی نگرانی کریں گی۔ ہمارا سلام قبول ہو اور ہمارا سلام ہو اس یتیم بچی پر کہ جو طمانچے کھا کھا کر پکار رہی ہے آؤ چچا خیمے جل رہے ہیں۔ چچا نہیں آئے، سکینہؑ کا کرتا جل گیا۔ چچا نہیں آئے سکینہؑ نے طمانچے کھائے چچا نہیں آئے، بی بی ہمارا سلام ہو، آپؑ پر، سکینہؑ بی بی آپ رات کے اندھیرے میں، آپ جائیں گی بابا کے سینے پر سونے کے لئے؟

بابا! آپؑ کے سینہ پر سوئی تو خواب میں دادی زہراؑ آئیں

مجالس ترابی ج ا ص ۱۵۰ پر خطاب میں فرماتے ہیں

دو چار جملے سنئے کہ امام حسینؑ گھوڑے سے اترے، بچی کو گلے سے لگایا، کیوں سکینہؑ کیا ارادہ ہے؟ عرض کیا: بابا جان! کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا میں وہاں جا رہا ہوں جہاں جا کر مسافر واپس نہیں آتے۔ سکینہؑ نے عرض کیا: بابا جان! ہم کو اپنے ناناؑ کے روضے پر پہنچا دیجئے۔ ارشاد فرمایا: سکینہؑ! پہنچاتا ضرور، مگر کیا کروں بیٹی راستے بند ہیں۔ سکینہؑ نے کہا بابا! اگر اجازت نہیں ہے تو تھوڑی دیر رُک جائیں۔ ارشاد فرمایا: سکینہؑ کیا چاہتی ہو؟ کہا بابا! جانے سے امامؑ بار بار پوچھتے ہیں۔ سکینہؑ چلی جاؤ۔ بچی سینے سے لپٹ گئی۔ تھوڑی دیر بچی سوئی اس کے بعد کھڑی ہو گئی اور کہا بابا! خدا حافظ۔

فرمایا: سکینہؑ! سینے پر سو کر کیوں اُٹھ پڑی۔ کہا بابا! میں سوئی تھی خواب میں دادی آئی تھیں، مجھ سے کہہ رہی تھیں سکینہؑ! حسینؑ کو نہ روکو جانے دو عصر قریب ہے۔

سیدہ سکینہؑ نے دامن کو پھیلایا تو حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک گود میں آ گیا

مجالس ترابی حصہ دوم ص ۲۵۰ پر مجلس میں یوں خطاب فرماتے ہیں

ایک مرتبہ سکینہؑ نے کہا یزید! بہت دن ہو گئے بابا مجھ سے جدا ہیں۔ میرے بابا کا سر مجھے دے دے۔

یزید نے کہا، اگر تمہارے بلانے سے آ جائیں تو پکارو حسینؑ کو یہ سنتے ہی سکینہؑ نے دامن پھیلا کر کہا۔ بابا! یزید میری محبت کا امتحان لے رہا ہے آ جاؤ بابا۔ آ جاؤ بابا۔ سرِ حسینؑ بلند ہوا اور سکینہؑ کی گود میں آیا۔ سکینہؑ نے بابا کے منہ پر منہ رکھ دیا۔ آواز دی۔ بابا! آ گئے۔ بابا میرے آ گئے۔

سکینہؑ قید شام میں سو گئی، میرا اصغرؑ یہاں دفن ہے..... سیدہ اُم ربابؑ

علامہ رشید ترابی۔ مجالس ترابی حصہ دوم ص ۲۲۵ پر فرماتے ہیں

دل، اور اُم ربابؑ کا دل...... راوی کہتا ہے جب آلِ محمدؐ قید سے چھوٹ کر اربعین کے روز کربلا آئے اور تین دن تک شہزادیاں ٹھہریں، خیمے ڈالے گئے، مجلسیں ہوئیں، ماتم ہوا۔ عابدؑ بیمار نے کہا پھوپھی اماں! وطن چلیے۔ فرمایا: بیٹا! تم امامؑ ہو، حجتِ الٰہی ہو چلو، جیسی تمہاری مرضی، سواریاں آئیں، عماریاں تیار ہوئیں، بڑے تزک و احترام سے تمام بیبیوں کو جناب زینبؑ نے خود سوار کیا۔ اپنی سواری کا وقت آیا۔ پردہ محمل کو اٹھا، بھائی کی قبر کو دیکھا، آخری سلام کیا، اب جو بھائی کی قبر پر نظر گئی، دیکھا کوئی بی بی قبرِ حسینؑ سے لپٹی ہوئی ہے۔

فرمایا: ٹھہرو میرے ساتھ کو، ناقہ بٹھایا گیا، علیؑ کی بیٹی اتری، دوڑ کر قبر کے پاس گئیں، کہا، کون ہے؟ ایک مرتبہ سر کو بلند کر کے اس بی بی نے کہا: شہزادی! میں ہوں حسینؑ کی کنیز اُم ربابؑ۔ فرمایا: آپ نہیں چلیں گی مدینے؟ رو کر کہا شہزادی! مدینے میں میرا کون ہے اللہ نے مجھے دو بچے دیئے سکینہؑ قید خانہ شام میں سو گئی۔ میرا علی اصغرؑ یہاں ہے۔ یہ میرے والی میرے آقا حسینؑ کی قبر ہے میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔

میں ایک چھوٹی سی امانت شام میں چھوڑے جا رہی ہوں

"دربارِ حسینؑ" مجموعہ تقاریر علامہ سید صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ۔ ناشر ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔ ص ۳۸ پر فرماتے ہیں (رہائی اہل بیتؑ کا مضمون پڑھتے ہوئے فرمایا)

عزادارو! کئی دنوں تک شام کی عورتیں آتی رہیں اور ان مجالس کی ذاکرہ جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا جناب رباب سلام اللہ علیہا تھیں یا سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا تھیں یا اور بیبیاں تھیں۔ اور جب آخری دن آیا تو ثانی زہرا سلام اللہ علیہا نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اے بیبیو! تم نے بڑا احسان کیا۔ اب علیؑ کی بیٹی تم

سے ایک سوال کرتی ہے۔

انھوں نے کہا کہ بی بیؑ ارشاد فرمایئے

بی بیؑ نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی کی ایک چھوٹی سی امانت تمہارے شہر میں چھوڑے جا رہی ہوں کبھی وقت ملے تو اس کی قبر پر آ کر چراغ جلا دینا۔

سکینہؑ نے باپ کے سر پر منہ رکھا اور انتقال کر گئیں

علامہ صادق حسن نجفی۔ "قبر میں کام آنے والی نیکیاں" ناشر۔ ادارہ منہاج الصالحین لاہور، کے ص ۱۲۹ تا ۱۳۱ پر اپنے خطاب میں کہتے ہیں:

ایک یہ ہے کہ دنیا امامؑ کے دروازے پر جاتی ہے۔ مولاؑ! ہمارا سلام لو، تیرا زائر آیا ہے اور کچھ ایسی زیارتیں ہیں، شاید حسینؑ خود وہاں جاتے ہوں۔

ان میں سے ایک زیارت جو میری سمجھ میں آ رہی ہے وہ ننھی سی بچی جو زندانِ شام میں اکیلے سو رہی ہے۔ چھوٹے بچے جلدی گھبرا بھی جاتے ہیں، جلدی ڈر بھی جاتے ہیں۔ اور اگر ایسی بچی ہو کہ جو کم از کم تین سال میں تو اپنے باپ سے جدا نہیں ہوئی، جدا ہونا تو دور کی بات ہے اگر سوتی بھی تھی تو بابا کے سینے پر سوتی تھی۔ خالی اگر باپ سے جدا ہو جائے تو بھی اس کے لیے کتنا بڑا غم ہے اور اگر خالی جدا نہ ہو بلکہ رخسار پر طمانچے بھی ہوں، بدن پر کوڑے بھی ہوں، اب اس بچی کی کیا حالت ہوگی؟

زندانِ شام میں یہ بچی پہنچ گئی، مگر ایک ہی کام ہے اسکا فجر کی نماز سے جو ماتم شروع کرتی ہے تو آدھی رات تک اس کا ماتم جاری رہتا ہے۔ زینبؑ بڑی مشکل سے بچی کو تسلی دے کر سلاتی ہے۔ دن کو تو پھر بھی آواز کم آتی ہے لیکن رات کو آواز پھیلتی ہے کہ یزید کو بھی اس وقت تک نیند نہیں آتی جب تک کہ بچی رو رہی ہے۔

ایک ایسی ہی آدھی رات آئی، روتے روتے اب وقت آ گیا۔ سیدہ زینبؑ نے سکینہؑ کو سلایا۔ جب سکینہؑ سوتی ہے تب ساری بیبیاں سوتی ہیں۔

ایک بار ساری بیبیاں لیٹ گئیں، سب کی آنکھ لگ گئی، مگر سکینہؑ سوئی اور دوبارہ اٹھ گئی اور چاروں طرف دیکھ کر رونے لگی۔

ارے میرے بابا کہاں چلے گئے؟ سیدہ زینبؑ کی آنکھ کھلی، سکینہؑ بیٹی! کربلا سے بابا کو رو رہی ہے اور تجھے پتہ ہے تیرا بابا کہاں ہے؟

کہا: پھوپھی اماں! میں اس کی بات نہیں کرتی۔ ابھی میں سوئی تھی خواب میں دیکھا میرا بابا آیا ہے، اکیلا نہیں آیا ہے بلکہ میری دادی زہراؑ کو لے کر آیا ہے۔

میں نے کہا: بابا! آپؑ کے بعد مجھ پر بڑی مصیبتیں پڑیں۔

باباؑ نے کہا: آج ہم تجھے لینے آئے ہیں۔

زینبؑ گھبرا گئی، آواز دی: اے کلثومؑ! اے لیلیٰؑ! اے ربابؑ! اے رقیہؑ! اے کبریٰؑ! ذرا جلدی سے بیدار تو ہو جاؤ۔ ایک بار پھر رات کو زندان میں ماتم شروع ہو گیا۔ یزید نے غلاموں کو بلایا اس بچی کو کیا ہو گیا ہے؟

غلاموں نے ہاتھ جوڑ کے کہا، آقا! یہ ہمارے بس سے باہر ہے کیسے روکیں؟

یزید نے کہا: پھر کیسے روکا جائے؟

کسی نے کہا: یزید! بچی اپنے باپ کا نام لے رہی ہے۔ تیرے خزانے میں اس کے باپ کا سر ہے وہ بھجوا دے شاید بچی کو سکون آ جائے۔

اُدھر سکینہؑ ماتم کر رہی ہے کہ ایک مرتبہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور قید خانے کے دروازے کی جانب جانے لگی۔

سیدہ زینبؑ نے کہا: بیٹی! کہاں جا رہی ہو؟

کہا: پھوپھی اماں! مجھے باباؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔

سیدہ زینبؑ نے چونک کر دیکھا: آدھی رات کے بعد دروازہ کھلا، کچھ کنیزیں جن کے ہاتھ میں ایک طشت ہے جس کے اوپر کپڑا پڑا ہوا ہے۔

سیدہ زینبؑ نے کہا: یہ کیا ہے؟

کہا: شہزادی! چادر ہٹا کر دیکھو۔ سیدہ زینبؑ نے چادر ہٹائی، بھائی کا کٹا سر، ساری سیدانیاں کھڑی ہو گئیں۔ سب نے کہا: السلام علیک یا ابا عبد اللہ!

سیدہ زینبؑ آگے بڑھی، بھائی کا کٹا سر اٹھایا، سکینہؑ کی گود میں رکھا، سکینہؑ نے باباؑ کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔ بابا! مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے؟

سیدہ زینبؑ گھبرا گئی بچی کی آواز بند ہو گئی۔ سجادؑ سے کہا: سجادؑ! ذرا دیکھ! میری بچی کو کیا ہو گیا؟

ہائے میرے مولا سجادؑ! سجادؑ آگے بڑھے ننھی بہن کا ہاتھ تھاما، پلٹ کر کہا:

پھوپھی اماں! انا للہ و انا الیہ راجعون

میں نے بعض ارباب منبر سے سنا، جب مولا سجادؑ لاشہ لے کر قبر کے نزدیک گئے قبر میں سے سیدہ فاطمہ زہراؑ کے ہاتھ باہر آئے، سجادؑ! میری بیٹی کو میرے حوالے کر دو۔

حضرت امام سجادؑ زندان شام میں سکینہؑ کا لاشہ اٹھاتے ہیں

علامہ صادق حسن نجفی۔ ”فلسفہ زیارت اور مقام زائر“ ناشر۔ ادارہ منہاج الصالحین لاہور، کے ص ۴۹ پر اپنے خطاب میں کہتے ہیں

حسینؑ نے بہت لاشے اٹھائے لیکن وہ سارے لاشے مُردوں کے لاشے تھے۔ ہائے میرا مظلوم آقا سجادؑ لاشے تو اٹھائے لیکن کبھی شام کے زندان میں ننھی بہن سکینہؑ کا لاشہ، کبھی مدینہ میں ماں رباب کا لاشہ، اور آج پھوپھی زینبؑ کا لاشہ۔

لاشہ لے کر چلے، ایک بار قبر میں پھوپھی کو اتارتے ہیں تو جو ہر ایک کا لاشہ لینے آتی ہے، کوئی تعجب نہیں کہ قبر سے دو ہاتھ باہر آئے ہوں، فاطمہ زہراؑ کی آواز آئی ہو، سجادؑ بیٹا! کل زندان میں میں نے تجھ سے سکینہؑ کا لاشہ لیا تھا۔ آج میری بیٹی زینبؑ اتارو، میرے حوالے کر دو، زینبؑ کی ماں زینبؑ کو لینے آئی ہے۔

سکینہؑ کو کفن بھی جلے ہوئے کرتے کا ملا

علامہ صادق حسن نجفی۔ ”کربلا امام زمانہؑ اور ہماری ذمہ داریاں“ کے ص ۲۲۔۲۳ طبع لاہور پر اپنے خطاب میں کہتے ہیں ”عزادارو! سوچو کہ مشہور روایت جو سنی ہے کہ ایک سال تک یہ قافلہ شام میں قید رہا اور سکینہؑ کا جب انتقال ہوا تھا تو کفن بھی نہ ملا تھا جو سکینہؑ کو اپنا لباس تھا، اسی میں دفن کیا اور لباس کونسا؟ وہی جلا ہوا کرتہ جو کربلا سے پہن کر آئی تھی۔ دوسرا کوئی لباس بھی نہ تھا خیمے جلانے سے پہلے مال اور اسباب لوٹ لیا گیا تھا۔ سکینہؑ اور سکینہؑ کے سارے گھر کے پاس محض وہی لباس باقی بچا تھا جو خیمے جلتے وقت ان کے جسم پر تھا“۔

سکینہؑ شام میں انقلاب لائے گی

علامہ صادق حسن نجفی۔ ”قبر میں کام آنے والی نیکیاں“ ناشر۔ ادارہ منہاج الصالحین لاہور کے ص ۱۴۲۔۱۴۷ پر اپنے خطاب میں حضرت سیدہ ربابؑ نے کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا

آج میں دیکھتی ہوں مجھے دو تحفے ملے: ایک بیٹی ملی جس کا نام سکینہؑ ہے، ایک بیٹا ملا جس کا نام علی اصغرؑ ہے لیکن جب ہر بی بی اپنی قربانی کے لئے تیار کر رہی ہے۔ یہ جب جائیں گی شہزادی فاطمہؑ کے سامنے تو کتنا سرخرو جائیں گی۔

آقا! مجھے دو تحفے ملے مگر دونوں ایسے ہیں کہ کل کے جہاد کے کام نہیں آسکتے۔ جو بڑی ہے جو چل سکتی ہے جو سکینہؑ ہے وہ لڑکی ہے لڑکیاں جہاد کرتی نہیں اور جو لڑکا ہے وہ اتنا چھوٹا ہے کہ گھٹنوں کے بل بھی نہیں چل سکتا۔

مجھے نہیں معلوم کہ آقا حسینؑ نے کیا جواب دیا۔ میں ہوتا تو ہاتھ جوڑ کر کہتا: اے شہزادی ربابؑ! آپ سمجھ رہی ہیں کہ آپؑ کی اولاد جہاد نہیں کر سکتی۔ آپ کی اولاد تو ایسا جہاد کرے گی کہ ایک ننھی سکینہؑ زندان میں بیٹھ کر یزیدیت کے چہرے سے نقاب الٹ دے گی شام میں انقلاب لیکر آئے گی تو آپ کی سکینہؑ لائے گی۔

جب سکینہؑ شام میں مر گئی تو پہنانے کے لئے کفن بھی نہ تھا

علامہ صادق حسن اپنے مجموعہ مجالس ”پیغام اسلام“ ناشر ادارہ شاہ خراسان لاہور کے ص ۷۷۔۷۸ پر حضرت سکینہؑ کے مصائب پڑھتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں ”صرف اتنی سی بات میں شہزادی سے کہوں گا اور بات ختم۔ شہزادی آپؑ کی مادر گرامی عرب کی ملکہ تھیں پھر بھی تاریخ نے لکھا کہ چار سال کی تھیں جب یہ واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد بھی شادی تک، نو سال اور شادی کے بعد بھی نو سال آپ نے ہمیشہ پرانے اور بوسیدہ لباس پہنے۔ حتیٰ یہ کہ اس میں کھجور کے پتوں کے پیوند لیکن بہر حال جیسے بھی لباس تھے پرانے تھی بوسیدہ تھی۔ سردی اور گرمی کیلئے کافی تو ہوتے تھے بدن بھی تو چھپتا تھا۔

وہ آپ کی پوتی سکینہؑ تھی کربلا سے جو کرتہ پہن کر گئی۔ عزادارو! خالی کرتہ کی بوسیدگی کی بات نہیں ہے۔ شام غریباں اس کرتے میں آگ بھی تو لگ گئی تھی۔ عزادارو! یہ ذہرا تھیں۔ میں کوئی جسارت نہیں کرنا چاہتا معصومہؑ کی شان میں اور یہ سکینہؑ ہے کہ جلا ہوا کرتہ پہن کے اس طرح کربلا سے چلیں کہ جب شام میں سکینہؑ مر گئی تو پہنانے کیلئے کفن بھی نہ تھا محمدؐ کی پوتی اسی جلے ہوئے کرتے میں دفن کی گئی۔ لیکن یہ جلے کیسے کیوں؟ یہ ریاض القدس کی روایت ہے کہ کرتہ پرانا ہے کرتہ بوسیدہ ہے کرتہ جلا ہوا ہے مگر اس کرتے میں ایک اور چیز بھی اور وہ یہ کہ جب سیدانیوں کا لٹا ہوا قافلہ کربلا سے کوفہ چلا تھا ان تو سکینہؑ کو تنہا اونٹ پر بٹھایا گیا تھا وہ جنگل میں ایک جگہ گر گئی تھی۔ جس کے مصائب الگ ہیں۔

جب سیدہ زینبؑ ڈھونڈ کر لائیں تو شمر سے کہا کہ اے شمر! اب تو تو نے دیکھ لیا ہے کہ یہ بچی اکیلی اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتی، گر جائے گی اب تو اسے میرے ساتھ بٹھا دے۔ شمر نے کہا ہم نے انتظام کر لیا ہے اب سکینہؑ نہیں گرے گی۔ کیا انتظام کیا

وہ شمر ملعون ایک رسی لے کر آیا سکینہؑ کو اونٹ کی پیٹھ پر اُلٹا لٹاتا ہے رسی کے ذریعے سے ننھی سی سکینہؑ کو اونٹ سے باندھتا ہے۔

کیسے برداشت کرو گے! بابا کے زخم سینے پر سونے والی اونٹ پر جب رسی سے باندھی گئی نتیجہ یہ نکلا کہ جب کوفہ کے قریب یہ رسی کھولی گئی تو زینبؑ نے دیکھا کہ سکینہؑ کا سارا جسم خون ہی خون ہے وہ جلا ہوا کرتہ ہی نہیں ہے۔ سارا کرتہ سکینہؑ کے خون سے بھرا ہوا ہے۔ ہائے زینبؑ! پلٹ کر فرات کو دیکھا 'عباسؑ ذرا آ کے دیکھ لے لاڈلے تیری سکینہؑ پر کیا گزر رہی ہے؟

بیٹی سکینہؑ! آج رات تو ہمارے پاس آجائے گی

علامہ صادق حسن نجفی "مختارنامہ" کے ص ۷۵-۷۶ پر اپنے خطاب میں کہتے ہیں "ان تمام بیبیوں نے زندان کی قید پوری کی اور ان کی رہائی کا دن آیا۔ مگر ہاں! ایک بچی ایسی تھی جسے قیدخانے میں بھی خیال تھا کہ پتہ نہیں کب مجھے پلٹ کر اپنی دادی کی قبر پر جانے کا موقع ملے گا۔

اکثر ہوتا تھا کہ نمازِ مغرب کا وقت ہے۔ سکینہؑ کی نگاہ آسمان پر پڑی، دیکھا کہ تمام پرندے شام کے وقت اپنے اپنے گھونسلوں کی جانب جا رہے ہیں۔

سیدِ سجادؑ سے کہا: بھیا! یہ پرندے کہاں جا رہے ہیں؟

سید سجادؑ کہتے ہیں بہن سکینہؑ! یہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں کی جانب جا رہے ہیں۔ بس! تڑپ کر ننھی بہن بھائی سے سوال کرتی ہے: بھیا! کیا ہمیں کبھی اپنے گھر جانے کا موقع نہیں ملے گا؟

اب سید سجادؑ سب کو تسلی دے سکتے ہیں، مگر سکینہؑ کو تسلی نہیں دے سکتے، اس لئے کہ سب اپنے اپنے گھروں کی طرف پلٹ کر جائیں گے مگر ننھی سکینہؑ اسی قیدخانے میں رہ جائے گی۔ رات آ گئی، سکینہؑ سو رہی تھی۔ ایک مرتبہ تڑپ کے سکینہؑ نے آنکھ کھولی کہا: میرا بابا کہاں چلا گیا؟ یہ کہہ کر رونا شروع کیا۔

زینبؑ نے کہا: بیٹی! کیا بات ہے تیرا بابا کربلا میں ہے۔

کہا: نہیں پھوپھی اماں! ابھی تھوڑی دیر پہلے میرا بابا اسی قیدخانے میں تھا۔

پھوپھی اماں! میں سو رہی تھی، میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا بابا آیا ہے۔

میرے بابا کے ساتھ کوئی بی بی آئی ہے۔

بابا نے کہا: سکینہؑ! انہیں سلام کرو، یہ تیری دادی فاطمۃ الزہراؑ ہیں۔

پھوپھی اماں! میں نے بابا سے کہا: بابا! آپ مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

بابا نے کہا: سکینہؑ بیٹی! گھبرانا نہیں، ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔ بس! آج کی رات تو ہمارے پاس آجائے گی۔

نبیؐ زادیاں آج پیدل چلیں گی سمت جاؤ اے شام کی رہ گزار و
سفرِ سادات (ج۲) پروفیسر حامد حسین سید (گجرات)

مسائل کا روحانی و نورانی حل

تحقیق و ترتیب: حسین سراج زادہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جس شخص تک یہ بات پہنچے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عمل کا ثواب بیان فرمایا ہے اور وہ شخص اسے حضور پاک کا قول سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اسے اس کا ثواب ضرور ملے گا خواہ آنحضرتؐ نے ایسا نہ بھی فرمایا ہو

(وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۶۰ ۔ میزان الحکمت ج ص ۸۲ ۔ اصول کافی ج ۲ ص ۸۷)

آخرت اور وحشت قبر سے نجات کیلئے دعا

✿ کشف الغمہ ۔ امالی شیخ طوسیؒ کے حوالے سے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"جو کوئی سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ مندرجہ ذیل دعا کو پڑھے تو آخرت اور وحشت قبر سے اس کو نجات ملے گی نیز اس کی معاشی حالت بہتر ہو جائے گی (امید درماندگان ج ۱ ص ۵۱ ۔ ذکر ہائے مستحبی طبع قم المقدسہ ص ۵۹)

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْن"

✿ نیز اس دعا کے بارے میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو انسان اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ عزوجل اس پر دوزخ کے دروازے بند کر کے جنت عدن عطا فرمائے گا" (مستدرک الوسائل ج ۱ ص ۳۹۷ ۔ ذکر ہائے مستحبی ص ۵۹)

مال کثیر صدقہ کرنے کی مقدار

معانی الاخبار تالیف شیخ صدوق رضوان اللہ ۔ مترجم طبع کراچی کے ص ۲۲۱ پر یہ روایت نقل ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک صحابی نے پوچھا کہ میں نے مال کثیر کے صدقہ کرنے کی نذر مانی تھی تو میں کتنا صدقہ دوں؟

آپؑ نے فرمایا "کثیر سے مراد اسی (۸۰) ہے چونکہ اللہ عزوجل نے سورہ توبہ آیت نمبر ۲۵ میں ارشاد فرمایا

"لقد نصر کم الله فی مواطن کثیرة"

"بے شک اللہ نے کثیر مقامات پر آپ کی مدد کی" اور یہ مقامات اسی (۸۰) تھے

اللہ عزوجل کا شب و روز میں مکمل شکر ادا ہو جائے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو صبح کو چار مرتبہ "الحمد لله رب العالمین" کہے تو سارے دن کا شکر ادا ہو گیا اور جو یہی رات کو کہے تو رات کا مکمل شکر ادا ہو گیا (رموز اسرار آمیز اعداد طبع قم المقدسہ ص ۷۱)

آنکھ ہر مرض سے محفوظ رہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ جس شخص کو آنکھ کا کسی قسم کا مرض ہو تو وہ تین مرتبہ روزانہ یہ دعا پڑھے

"ما شاء الله لا قوة الا بالله العلی العظیم"

(رموز اسرار آمیز اعداد طبع قم المقدسہ ص ۵۹)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا فرمان مبارک

"دروازہ دولت" کے حوالے سے رموز اسرار آمیز اعداد کے ص ۲۷ پر نقل ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

"جو مجھ پر روزانہ تین مرتبہ صلوات پڑھے اس کا اللہ عزوجل پر یہ حق ٹھہرتا ہے کہ اس دن اور رات کی کوتاہیوں اور گناہوں کو نظر انداز کرے۔

(رموز اسرار آمیز اعداد طبع قم المقدسہ ص ۲۷)

خاکِ شفا پر "سبحان اللہ" پڑھنے کا اجر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "جو کوئی خاکِ شفا کی تسبیح پر ایک مرتبہ "سبحان اللہ" پڑھے تو اس کا ایک دانہ پر ثواب چار صد نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس کے چار سو گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور چار سو درجے بلند ہوتے ہیں اور چار سو حاجات اللہ عزوجل پوری فرماتا ہے (ذکر ہائے سخی طبع قم المقدسہ ص ۶۶)

معروف توبہ کی تعداد

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو کربلا کی خاکِ شفا پر ستر (۷۰) مرتبہ یہ توبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم و کرم کی نظر ڈالے گا معروف توبہ درج ذیل ہے

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ"

نیز فرماتے ہیں کہ خاکِ شفا کی تسبیح ہاتھ میں ہو اور کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تو ہر دانہ سات بار توبہ میں شمار ہوگا (ذکر ہائے سخی ص ۱۰۵)

تسبیحاتِ اربعہ "باقیات الصالحات" ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ "جو انسان تسبیحاتِ اربعہ پڑھے گا تو قبر میں اس کا نور موجود ہوگا۔ اور روزِ محشر تسبیحاتِ اربعہ پڑھنے والے کے دائیں بائیں آگے پیچھے جنت کے اعلیٰ مقام تک پہنچانے کیلئے اس کے ہمراہ ہوں گے یہ معروف تسبیح تمام کا لکھ رہے ہیں ورنہ عموی سطح پر یہ سبھی افراد کو یاد ہے

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ"

(ذکر ہائے سخی ص ۷۷)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام قرآن مجید کے چند اعمال ارشاد فرماتے ہیں

✿ "اگر تم اپنے کسی کام یا ضرورت کیلئے جانا چاہتے ہو تو جمعرات کی صبح کو گھر سے نکلو اور گھر سے روانہ ہوتے وقت سورہ آل عمران کی آخری آیات اور آیت الکرسی، سورہ القدر اور سورہ الحمد پڑھو۔ جو کوئی ایسا کرے گا اس کی دنیا و آخرت کی حاجات پوری ہوں گی" (اخبار الرضا ج ۲ ص ۱۰۰)

✿ "جو "سورہ قل ھو اللہ" پڑھ کر کسی ظالم یا امیر سے ملاقات کرے تو اللہ عزوجل اس کو ظلم کرنے سے باز رکھے گا اور جو اپنے چاروں طرف اس سورہ کو پڑھ کر دم کرے گا تو اللہ اس کو نیکی کا رزق دے گا اور بُرے کاموں سے بچائے گا"۔

✿ "جس شخص کو کسی امر کا خوف ہو تو اسے چاہیے کہ قرآن مجید کی کہیں سے سو (۱۰۰) آیات پڑھ لے اور پھر کہے۔ اللہ تعالیٰ میری بلا کو دور کر دے یہ تین دفعہ کہے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور فرمائے گا"۔

✿ "اگر کوئی شخص ہر رات سورہ "الفلق" اور سورہ "الناس" تین تین مرتبہ پڑھے اور سو مرتبہ سورہ "قل ھو اللہ" پڑھے اگر اتنی تعداد ممکن نہ ہو تو پچاس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر گناہ و کبیرہ سے بچا لے گا۔ اس کے بچوں کو کوئی بیماری نہ ہوگی، اس کے معدے میں کوئی نقص پیدا نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی روح قبض ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ اس کو موت کی سختی سے محفوظ رکھے گا"۔

✿ "جو کوئی سوتے وقت آیت الکرسی (العلی العظیم تک) کی تلاوت کرے گا۔ انشاء اللہ اسے فالج نہیں ہوگا اور جو اسے ہر نماز کے بعد پڑھے گا تو اس پر زہر، آسیب اور جادو کا اثر نہ ہوگا۔

(الشافی ترجمہ اصول کافی۔ یعقوب کلینیؒ ج ۵ ص ۲۹۶ ثواب الاعمال صدوق علیہ الرحمہ مترجم ص ۲۲۴۔ بحار ج ۹۲ ص ۲۶۹۔ آثار الصادقین ص ۱۷)

✿ سورہ "انعام" ستر ہزار فرشتوں کی نگرانی میں نازل ہوئی جو کوئی اس کی تلاوت کرے گا تو وہ ستر ہزار فرشتے قیامت تک اس کیلئے تسبیح کرتے رہیں گے۔ (تفسیر نور الثقلین ج ۱ ص ۲۹۶۔ تفسیر قمی ص ۱۸۰، بحار الانوار ج ۹۲ ص ۲۷۷، تفسیر مجمع البیان ج ۴ ص ۴۲۱)

✿ مومن کی قبر پر سات مرتبہ "سورہ انا انزلناہ" کو پڑھا جائے تو اس سے صاحب قبر اور پڑھنے والا دونوں کے گناہ بخشے جائیں گے" (تفسیر البرہان ج ۴ ص ۴۸۱)

✿ حضرت امام علی رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ بیٹا جب کسی انسان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو اسے چاہیے کہ "یا رؤف یا رحیم" کثرت سے پڑھے اس کی آزمائشیں اور مصائب اللہ تعالیٰ ختم فرما دے گا" (بحار ج ۹۲ ص ۱۷۴)

✿ جو سورہ "اذا زلزلت الارض" کو چار مرتبہ پڑھے تو گویا اس نے سارے قرآن حکیم کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے" (عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۹۵ مترجم)

آیت اللہ حائری اور آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں

عرفان کے عظیم انسان حضرت آیت اللہ بہجت رضوان اللہ تعالیٰ طبع قم المقدسہ کے آزمودہ اور مجرب اعمال "در محضر آیت اللہ بہجت" کو جلد اول جو محمد حسین اختیار نے مرتب کی ہے اس میں ان "۲۰۰" اعمال درج ہیں لکھتے ہیں کہ "نماز شب مستحب ہے مگر امام حسینؑ پر بے ساختہ گریہ کرنا نماز شب کو درجہ افضل اعمال میں لے جاتا ہے بلکہ میرے نزدیک یہ انسان کا افضل ترین عمل ہے۔

قم المقدسہ کے قدیم علماء میں سے حاج شیخ عبدالکریم حائری سے بھی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ "حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا ایسا مستحب عمل ہے کہ جس میں ہزاروں واجب اعمال پنہاں ہیں (ص ۲۱۸_۲۲۴)

سورہ قدر کے ذریعے علاج

چشمہ رستگاری تالیف آقای عبدالباسط طبع قم المقدسہ ص ۲۷۹

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

✿ جس شخص کی آنکھ کی بینائی کم ہو وہ اکتالیس (۴۱) مرتبہ سورہ قدر کو قرآن مجید سے یا علیحدہ لکھ کر اسے دیکھ کر مسلسل تلاوت کرے کہ اس کی بینائی درست ہو جائے گی۔

✿ ہر رات کو سات (۷) مرتبہ پڑھنے سے وہ مکمل خیر و عافیت سے رہے گا اور پل صراط سے آسانی سے گزرے گا۔

✿ کسی بھی پیالے میں کسی بھی پھول کے عرق پڑھ کر ایسی خاتون کو پلایا جائے جس کا دودھ نہ آتا ہو تو موثر ترین ہے۔

✿ اگر کوئی سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ اس سورہ مبارک کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں بے پناہ اضافہ فرمائے گا یہ مجرب ترین ہے۔

سفر سے بخیریت واپس آنے کے اعمال

✿ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ سفر پر جاتے ہوئے صدقہ ادا کریں اور آیت الکرسی پڑھیں تو بخیریت گھر واپس آئیں گے۔

ہر روز یہ عمل کرنے والے کے رزق میں اضافہ ہے اور ہر قسم کی نظر بد اور آسیب سے محفوظ رہے گا (چشمہ رستگاری ص ۸۲)

✿ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سفر میں خاک شفا پاس رکھنے سے مسافر ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہ کر بخیریت گھر لوٹے گا (کامل الزیارات)

✿ تسبیح حضرت سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا پڑھ کر گھر سے نکلنے والا بخیریت گھر واپس پہنچتا ہے۔ حضرت امام علی رضا (چشمہ رستگاری ص ۷۷)

✿ سفر پر روانہ ہوتے وقت یا گھر میں امن و امان و سلامتی کیلئے جو شخص بھی سات مرتبہ سورہ قریش کی تلاوت کرے گا تو وہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا۔

(چشمہ رستگاری ص ۷۷)

✿ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہمارے شیعہ سورہ قدر پڑھنے کی وجہ سے زندہ ہیں۔ گھر سے نکلتے وقت ایک مرتبہ سورہ قدر اور سات مرتبہ "یا اللہ" کہنے سے انسان اللہ عزوجل کی پناہ میں آجاتا ہے۔ ہشام نے مجھے قتل کرنے کیلئے دربار میں بلایا تو میں نے اسی عمل کو انجام دیا جسے میرے تمام امین اصحاب جانتے ہیں۔

✿ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد ہے گھر سے نکلتے وقت دائیں بائیں اوپر نیچے، سامنے پیچھے ایک ایک مرتبہ توحید کی تلاوت کرنے والا خیریت سے واپس گھر آتا ہے۔

ہر قسم کے سفری تحفظ کیلئے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "دو بھائی حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور عرض کیا کہ ہم تجارت کی غرض کیلئے شام کی طرف سفر کا ارادہ رکھتے ہیں راستہ خطرناک ہے اور ہمیں خوف ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"جب بھی کسی منزل پر وارد ہوں گے تو نماز عشا کے فریضے سے فارغ ہونے کے بعد جب بستر پر لیٹو ابتدا میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی تسبیح پڑھو اس کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کرو تو صبح تک ہر حادثہ سے محفوظ ہو گے۔

(آیت الکرسی ۔ آقای محمد تقی فلسفی ص ۲۱۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

میرے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو کوئی ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھے گا تو اسکی ہزار مصیبتیں دنیا میں ختم کرے گا جس سے کم از کم مصیبت غربت ہے اور آخرت میں ہر مصائب ختم کر دے گا جس سے کم از کم مصیبت عذاب قبر ہے (امالی شیخ صدوق مترجم ص ۱۰۹)

پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جب بھی خوف محسوس کرو تو آیت الکرسی کی تلاوت کرو (آیت الکرسی۔ آقای محمد تقی فلسفی ص ۲۱۲)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

آپ فرماتے ہیں کہ جو سو مرتبہ آیت الکرسی روزانہ پڑھے گا تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری ہو (زاد صالحین ج ۱ ص ۱۵۸)

حفاظت کیلئے ہر نماز کے بعد پڑھیں

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی ہر نماز واجب کے بعد بغیر کسی سے کلام کئے آیت الکرسی پڑھے گا تو اس کی نماز قبول ہوگی اور یہ آیت اس شخص کو دشمن سے تحفظ دے گی اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔

(ہزار و یک ختم طبع قم المقدسہ ص ۱۲۷)

✿ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے جسم کے حصے میں پتھری ہو تو وہ سورہ "الم نشرح" لکھ کر پانی سے دھو کر پی لے تو اس کی پتھری نکل جائے گی (چشمہ رستگار ص ۲۷۸)

✿ دشمن کی ہلاکت کیلئے سات مرتبہ سورہ "تبت یدا ابی" پڑھنے سے مظلوم کو اس سے نجات مل جائے گی اور وہ ناقابل علاج بیماریوں سے ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (چشمہ رستگار ص ۲۸۲۔ ہزار و یک ختم طبع قم ص ۱۸۲)

✿ ہم خاندان اہل بیت کا معمول ہے کہ بیدار ہوتے وقت سب سے پہلے حفظ و امان اور رزق بلا کیلئے اور سوتے وقت تین تین مرتبہ سورہ فلق اور سورہ الناس کی تلاوت کرتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ (چشمہ رستگار ص ۲۸۲)

✿ سورہ مبارک "نصر" کی ۲۱ مرتبہ تلاوت کرنے والے کے دشمن سے یہ سورہ خود انتقام لے گا۔۔۔۔۔حضرت امام جعفر صادقؑ (ہزار و یک ختم ص ۱۸۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

حضرت ابا عبداللہ امام حسین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہر قسم کی مشکل حاجات کیلئے جو سات دن تک اس عمل کو بجالائے اس کی حاجت اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا۔ یہ عمل مندرجہ ذیل ترتیب سے روزانہ کوئی بھی وقت مقرر کر کے روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھا جائے عمل کی ترتیب دنوں کے لحاظ سے درج ذیل ہے

ہفتہ: یَاحَیُّ یَاقَیُّومُ　　　اتوار: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

سوموار: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

منگل: یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ　　　بدھ: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

جمعرات: یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ

جمعۃ المبارک: یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(ہزار و یک نکتہ طبع قم المقدسہ ص ۲۱۲)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا فرمودہ عمل

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو مالی پریشانی ہو یا کہیں بھی اس کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کر لیا ہو تو نماز فجر کے بعد دس مرتبہ اس دعا کو سجدہ میں پڑھے تو اس کا ہر قسم کا نقصان پورا ہو جائے گا اور غربت و پریشانی ختم ہو جائے گی اس دعا کو محدث شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے مفاتیح الجنان میں بھی لکھا ہے۔ ہم اسے ہزار و یک نکتہ ص ۱۹۲ سے نقل کر رہے ہیں

"سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَسْئَلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ"

تین معصومین علیہم السلام کا فرمان مبارک

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ جو انسان روزانہ ایک وقت مقرر کر کے سورہ "انا انزلنا" سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر قسم کی پریشانی کو دور فرمائے گا نیز اس عمل کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ غیب سے رزق کے وسائل مہیا فرمائے گا۔ تین معصومین علیہم السلام کے اس عمل کی برکات سے وہی حضرات آگاہ ہیں جو اس عمل کی سعادت کو بجالاتے ہیں (ہزار و یک ختم ص ۲۳۔ ۱۹۲) ✿✿

سبدِ گل

ترتیب و انتخاب: عظمیٰ بتول زیدی

عباسؑ نامور کے لہو سے دُھلا ہوا ✦ اب بھی حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا ✦ شاعر: جوش ملیح آبادی

ذرا اے ربابؑ، اصغرؑ کو بچا بچا کے رکھنا ✦ اک تیر بچ کے نکلا ہے جنازہ حسنؑ سے ✦ شاعر: اختر چنیوٹی

وجہ سکونِ قلبِ حزیں ہے غمِ حسینؑ ✦ بیٹھے ہیں ہم یہ سایۂ دیوار دیکھ کر ✦ شاعر: طالب جعفری

مولا حسنؑ تو حسنِ ازل کا وقار ہے ✦ گلزارِ فاطمہؑ کی یہ پہلی بہار ہے ✦ شاعر: سید اقبال حسین رضوی سیالکوٹ

مایوسیوں میں میرے شبیرؑ کا چمن ہے ✦ ایسا امام جس کی رعایا حسینی ہے ✦ شاعر: صفدر حسین ڈوگر

اُسے آغوشِ مادر سے ملی ہے لوحِ محفوظ ✦ نبیؐ کے علم کا وارث یقیناً مجتبیٰ ہے ✦ شاعر: آصف زیدی اسلام آباد

اے خدا آباد رکھ اس گھر کو روزِ حشر تک ✦ ہے عزا میں محو جس گھر میں عزادارِ حسینؑ ✦ شاعر: طاہرہ ناصر علی

غمِ شبیرؑ میں رونے کیلئے زندہ ہیں ✦ ورنہ تسکین بھلا زیست میں کیا رکھی ہے؟ ✦ شاعر: ڈاکٹر سلمان جعفری لاہور

ہم پوچھتے ہیں جانے سے پہلے نئی جگہ ✦ کیا ذکرِ کربلا بھی تمہارے وطن میں ہے ✦ شاعر: آصف زیدی لکھنو

وہ جس نے قافلہ روکا، حسینؑ کا لوگو! ✦ اسی کے پیاسوں کو پانی پلا رہے ہیں حسینؑ ✦ شاعر: علی دیپ رضوی کراچی

نبیؐ کا عشق، علیؑ کی ولا، حسینؑ کا غم ✦ سہیل میرے لئے کل یہی اثاثہ ہے ✦ شاعر: سہیل شاہ کراچی

پیوست ہیں پہلو میں یہ پیکانِ ستم کیا؟ ✦ کیوں تیروں کی برسات ہے معصوم کے تن پر ✦ شاعر: استاد سید جعفر طاہر جھنگ

ہماری روح میں جو جذب ہو گئے آنسو ✦ غمِ حسینؑ نے ان کا حساب بھی لکھا ✦ شاعر: تصور زیدی لکھنو

ہے کتنے خوں کی ضرورت حسینؑ سے پوچھو ✦ زمیں کی خاک کو خاکِ شفا بنانے میں ✦ شاعر: شارب لکھنوی

عاشور کو کھلا کہ وہ جنت کی تھی کشش ✦ حُر کب سے جی رہا تھا کسی اجنبی کے ساتھ ✦ شاعر: خاقان رضوی

برائے مصلحت روکا اسی کو عصر تک شہ نے ✦ وہ اک اصغرؑ جو پورے ایک لشکر کے برابر تھا ✦ شاعر: عرفان زنگی پوری

لوگ کہتے ہیں عزا خانہ غمِ شبیرؑ کا ✦ اس سے اچھا نام کیا ہوگا مرے گھر کیلئے ✦ شاعر: مسعود لکھنوی

میں روضہ رسولؐ کا زائر ہوں مجھ سے پوچھ!

سید محسن نقوی شہید

میں روضہ رسولؐ کا زائر ہوں مجھ سے پوچھ
کیا حال قبرِ بنتِ پیمبرؐ ہے ان دنوں ؟

جس کی ردا کے سائے میں عصمت جواں ہوئی
اس کی لحد پہ دھوپ کی چادر ہے ان دنوں

جس کی گلی کی دھول سے روشن ہو کائنات
اس کا نشان ، راہ کا پتھر ہے ان دنوں

دیکھو ساکنانِ سقیفہ کے ظلم سے
نوحہ بہ لب رسولؐ کی دختر ہے ان دنوں

گم سُم ہیں پُرسہ دار ، فضا سوگوار ہے
شہرِ نبیؐ میں حشر کا منظر ہے ان دنوں

ہر رہگزر پہ آلِ نبیؐ ہے برہنہ سر
ہر موڑ پر یزید کا لشکر ہے ان دنوں

سہمی ہوئی ہیں فصلِ زیارت کی ساعتیں
حسنِ صبا پہ سایۂ صرصر ہے ان دنوں

ہے سلسبیل پہرۂ آلِ سعود میں
خود تشنہ کام ساقیِ کوثر ہے ان دنوں

ام البنینؑ ہیں نرغۂ اعداء میں ، الاماں
کس رہگزر میں سبطِ پیمبرؐ ہے ان دنوں ؟

لیتا ہے کون پُرسہ میرا جنت البقیع؟
جز بے کسی ، کہ تیری مجاور ہے ان دنوں

ساری فضا ہے شامِ غریباں کی ہم مزاج
گویا سرِ حسینؑ سناں پر ہے ان دنوں

گستاخیوں کی زد میں ہے مسندِ رسولؐ کی
منبر ، قضا بدستِ ستمگر ہے ان دنوں

قرآں ہے رحلِ بدعت و محرابِ جبر میں
اسلام زیرِ سایۂ خنجر ہے ان دنوں

دستِ ہوس میں جامۂ احرام کا وقار
بنیادِ فقر ، حرص و ہوا پر ہے ان دنوں

پھر دیدنی ہے جبرِ شہنشاہ کا جلال
محرومِ نطق ، حرفِ سخنور ہے ان دنوں

اب اذنِ انقلاب دے اے عسکریؑ کے لال
خالی رسولؐ پاک کا منبر ہے ان دنوں

قبرِ حسنؑ پہ تیر برستے ہیں آج بھی
زین العباؑ کا خاک پہ بستر ہے ان دنوں

رئیس امامت

مداحِ اہلبیتؑ سید محسن نقوی شہید

انتخاب و پیشکش: سیدہ دریت بتول نقوی

لوحِ جہاں پہ فکر کی معراجِ فن کا نام
لکھا ہے مجتبیٰؑ کی حسیں انجمن کا نام
سوچا خزاں کے عہد میں جب بھی چمن کا نام
آیا مری زباں پہ امام حسنؑ کا نام
جس نے خدا کے دین کی صورت اُجال دی
وحشی دلوں میں امن کی بنیاد ڈال دی

***

سرچشمۂ نجاتِ بشر ، محسنِ کردگار
انسانیت کے باغ میں پیغمبرِ بہار
حاجت روا ، حسیں وہ امامت بُردبار
وہ امن و عافیت کی حکومت کا تاجدار
تشبیہ دوں کسی سے مری کیا مجال ہے؟
بس اتنا کہہ رہا ہوں ، حسنؑ بے مثال ہے

***

زہراؑ کا چاند ، ابنِ علیؑ ، مصطفیؐ کا نور!
جس کی جبیں سے پھوٹ رہی ہے شعاعِ طور
رقصاں ہے جس کی آنکھ میں ادراک کا سُرور
جس کی ہر اک ادا سے نمایاں نیا شعور
چُپ رہ کے جس نے باگ حکومت کی موڑ دی
کھولی زباں تو ظلم کی زنجیر توڑ دی!

***

وہ مجتبیٰؑ وہ عالمِ لوح و فلک مقام!
معراجِ فکر ، سدرۂ نظر ، عرش احتشام
ایسا سخی ، ملک بھی کریں جس کا احترام
دشمن سے بھی لیا نہ کبھی جس نے انتقام
جس نے دعائے غیر کو تاثیر بخش دی
اپنے عدو کو اپنی ہی جاگیر بخش دی

***

اللہ رے آب و تابِ رُخِ ابنِ بوترابؑ!
اب تک خراج دے کے گزرتا ہے آفتاب
لوحِ جبیں ، وہ علمِ امامت کا ایک باب
رفتار میں وہ عدل کہ محشر بھی دے حساب
بازو ہیں اس طرح سے عبا پر تلے ہوئے
جیسے فلک پہ صلح کے پرچم کھلے ہوئے

***

کاکُل کی تیرگی سے مکمل ہر ایک رات
چہرے کی چاندنی سے درخشاں ہے کائنات
دستِ نبیؐ ہیں جان ، جنبشِ اَبرو پہ معجزات
اَفشا ہے ''رازِ کُن'' کہ کشادہ حسنؑ کا ہات
ہیں شاخِ گُل میں اوس کی بوندیں اڑی ہوئی
یا زلفِ مجتبیٰؑ میں ہیں گرہیں پڑی ہوئی

***

آنکھیں ہیں یا ، چراغِ ابد کی فصیل کے
پلکیں ہیں یا حروف لبِ جبرئیلؑ کے
عارض ہیں یا کنول مہ و انجم کی جھیل کے
اعضا ہیں یا نقوش ، خیالِ جمیل کے
چہرہ حسنؑ کا ہے کہ شبیہِ رسولؐ ہے
عالم تمام نقشِ کفِ پا کی دھول ہے

***

یہ پھول پھول رنگ ، طبیعت یہ باغ باغ
کونین پر محیط مزاجِ دل و دماغ
جس کی سخا سے چھلکنے لگے ایاغ
مہتابِ حسن جبۂ قبا سے ہے داغ داغ
جس کی مدد سے حق کی صدا برتری ہوئی
جس کی قبا کو دیکھ کے دنیا ہری ہوئی

***

جو دلنشیں گریز کرے نام و ننگ سے
انساں کو توڑ دے نہ ہو تیر و تفنگ سے
جو آئینہ تراش لے وجدانِ سنگ سے
وہ امن آشنا ، جسے نفرت ہو جنگ سے
صحرا ، چمن کرے جو حدودِ چمن کے بعد
ایسا کوئی بشر نہیں دیکھا ، حسنؑ کے بعد

***

جس کا سلوک ، خلقِ نبیؐ کا سلام لے
حق دے کے جو عدو سے حقیقی مقام لے
دستِ اجل سے نفس کے جو زحمتِ دوام لے
اک جنبشِ قلم سے جو پرچم کا کام لے
سلطانیٔ بہشت ، جسے کردگار دے
وہ کیوں نہ تاج و تخت کو ٹھوکر پہ مار دے

ٹکرائے گا حسنؑ سے کہاں کوئی بے نسب
یہ وجہِ ذوالجلال وہ ابلیس کا غضب
حیدرؑ کہاں، کہاں کوئی فرزندِ بنتِ شب
زہراؑ سے کیا ملے کوئی حمالۃ الحطب
بیعت کی بحث ہی سرِ محفل فضول ہے
وہ پیکرِ خطا تو یہ ابنِ رسولؐ ہے

گردِ خزف کجا ، زرِ خ ذرِ نجف کجا
قطرہ کجا ، یہ قلزمِ کوثر بکف کجا
دریوزہ گر کجا ، شہِ عالی شرف کجا
کنکر کجا ، یہ جوہرِ حُسنِ صدف کجا
تحت الثریٰ کو ہمسرِ عرشِ علا کہوں ؟
دنیا ، ترے ضمیر کی پستی کو کیا کہوں ؟

اے شہسوارِ دوشِ پیمبرؐ مرے امام
اے والیٔ بہشتِ بریں ، رحمتِ تمام
تو نے پیا ہے زہر سے لبریز غم کا جام
تجھ کو غرورِ عظمتِ سقراط کا سلام
انساں کو آشتی کا قرینہ سکھا دیا
تو نے دلوں کو چین سے جینا سکھا دیا

عالم میں ہے نجاتِ بشر کی نوید تو
محشر میں بابِ خلدِ بریں کی کلید تو
دو بار راہِ حق میں ہوا ہے شہید تو
جنت تو کیا ہے ؟ عرشِ معلیٰ خرید تو
کیا زہر کم تھا ، تیغ کلائی کے واسطے ؟
اب تیر آ رہے ہیں سلامی کے واسطے

کیوں بجھ گیا چراغ ، نبیؐ کے مزار کا ؟
کیوں رنگ اُڑ گیا ہے غمِ روزگار کا
بڑھتا ہے اضطراب دلِ سوگوار کا
پردے میں شور کیوں ہے کسی پردہ دار کا
پھر زخم ہو گیا کوئی تازہ ، الٰہی خیر !
پھر گھر کو آ رہا ہے جنازہ ، الٰہی خیر !

زہراؑ کے لال، تیرے چمن کو مرا سلام
تیری ہر اک اداس بہن کو مرا سلام
عباسؑ کی جبیں کی شکن کو مرا سلام
چھلنی بدن کو سُرخ کفن کو مرا سلام
صدمہ ترا بہت ہے شہِ مشرقین کو
پُرسہ میں دے رہا ہوں امام حسینؑ کو

پبلشرز حضرات سے استدعا ہے

اگر آپ کسی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھ رہے ہیں تو آپ کو اس کے حالات کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا ضروری ہیں اور اگر کسی شخصیت کے بارے میں پہلے کتب شائع ہو چکی ہوں تو ان کا مطالعہ بھی فرما لیا کریں۔

حال ہی میں لاہور سے مصورِ غم اختیار حسین اختر چنیوٹی رضوان اللہ کے بارے میں ان کی کتاب شائع ہوئی۔ ایک انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیت نے اس کا دیباچہ لکھا اس کے صفحے ۷ پر ان کے بارے میں لکھتے ہیں "وہ اگرچہ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے" حالانکہ وہ زمیندارہ کالج گجرات سے "بی اے" کر چکے تھے۔

چنیوٹ ہی سے ۲۰۰۳ء میں ان کے بارے میں "بیت الحزن" ان کے اپنے تجویز کردہ نام پر کتاب شائع ہوئی جس میں سب ٹائٹل پر بھی یہ حوالہ موجود ہے۔ امید ہے کہ پبلشرز حضرات کسی شخصیت کے بارے میں لکھواتے ہوئے اس شخصیت کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لیں۔

(منجانب: صفدر حسین ڈوگر کربلائی)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد

"میرے اصحاب میں بدترین حال وہ شخص ہے کہ جب ہماری طرف منسوب ہونے والی اور ہم سے مروی ہونے والی حدیث کو سنے اور اس کا دل اس کو برداشت نہ کر سکے اور نفرت کرے اور اس کا انکار کردے اور اس حدیث کو ماننے پر کفر کا الزام لگا دے حالانکہ اس کو علم نہیں کہ شاید یہ حدیث ہم سے بیان ہوئی ہو اور ہماری ہی طرف مسند ہو پس وہ اس فعلِ بد کی وجہ سے ہماری ولایت سے دور پھینکا دیا جائے گا" (بحار الانوار ج ۷ ص ۲۲۹)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی چالیس احادیث

سید افتخار حسین نقوی النجفی (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

"مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَیْنِ (ع) بِشَطِّ الْفُرَاتِ، کَانَ کَمَنْ زَارَ اللّٰهَ فَوْقَ عَرْشِهِ"

جس مومن نے فرات کنارے قبر امام مظلوم سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت کی اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے فراز عرش پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کی (ثواب الاعمال وعقاب الاعمال ص ۸۵)

"کَتَبَ اَبْلِغْ شِیْعَتِی: اِنَّ زِیَارَتِی تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْفَ حَجَّةٍ فَقُلْتُ لِاَبِی جَعْفَرٍ (ع): اَلْفَ حَجَّةٍ؟ قَالَ: اِی وَاللّٰهِ، وَاَلْفَ اَلْفِ حَجَّةٍ لِمَنْ زَارَهُ عَارِفًا بِحَقِّهِ" (بحار الانوار ج۹۹ ص ۳۳)

اپنے محبوں میں سے ایک کو لکھا: ہمارے دیگر عاشقوں اور چاہنے والوں تک یہ بات پہنچا دو: میری قبر کی زیارت کا ثواب ایک ہزار حج کے برابر ہے راوی کہتا ہے میں نے امام تقی الجواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے والد بزرگوار کی زیارت کا ثواب ہزار حج کے برابر ہے؟ فرمایا: جی ہاں، خدا کی قسم جو بھی میرے پدر بزرگوار کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے اس کیلئے دس لاکھ حج کا ثواب ہے۔

"قَالَ (ع): اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ الْعَبْدُ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ فَاِنْ صَحَّتْ لَهُ الصَّلَاةُ صَحَّ مَا سِوَاهَا، وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّ مَا سِوَاهَا"

بندے سے جس چیز کا حساب سب سے پہلے ہوگا وہ نماز ہے اگر اس کی نماز صحیح ہوئی تو دیگر اعمال بھی صحیح قرار پائیں گے اور اگر نماز قبول نہ ہوئی تو بقیہ اعمال بھی رد کر دیے جائیں گے (بحار الانوار ج۸۰ ص ۲۰)

"قَالَ (ع): لِلصَّلَاةِ اَرْبَعَةُ آلَافِ بَابٍ"

نماز کے چار ہزار دروازے (عالم اسرار کا) ہیں (الکافی ج۲ ص ۳۰)

"قَالَ (ع): اَلصَّلَاةُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ"

نماز ہر باتقویٰ شخص کیلئے تقرب (الٰہی) کا ذریعہ ہے (الکافی ج۲ ص ۱۹)

"قَالَ (ع) یُؤْخَذُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ"

بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کیلئے آمادہ کیا جائے (وسائل الشیعہ ج۳ ص ۱۴)

"قَالَ (ع): فَرَضَ اللّٰهُ عَلَى النِّسَاءِ فِی الْوُضُوءِ اَنْ تَبْدَءَ الْمَرْئَةُ بِبَاطِنِ ذِرَاعِهَا وَالرَّجُلُ بِظَاهِرِ الذِّرَاعِ"

خداوند تعالیٰ نے وضو میں خواتین پر لازم قرار دیا ہے کہ کہنیوں کے باطن سے پانی ڈال کر آغاز کریں اور مردوں پر لازم قرار دیا ہے کہ کہنیوں کی پشت سے پانی ڈالنے کے ذریعے ابتدا کریں (الکافی ج۳ ص ۲۹)

"قَالَ (ع): رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا اَحْیٰی اَمْرَنَا قِیْلَ: کَیْفَ یُحْیِی اَمْرَکُمْ؟ قَالَ (ع): یَتَعَلَّمُ عُلُوْمَنَا وَیُعَلِّمُهَا النَّاسَ"

خدا اس پر رحم فرمائے جو ہمارے امر کو زندہ کرے پوچھا گیا کس طرح؟ حضرتؑ نے جواب دیا ہمارے علوم حاصل کرے اور دوسروں کو تعلیم دے (سفینۃ البحار ص ۱۰۰)

"قَالَ (ع): لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیَسْتَعْمِلَنَّ عَلَیْکُمْ شِرَارُکُمْ فَیَدْعُوْ خِیَارُکُمْ فَلَا یُسْتَجَابُ لَهُمْ"

تم میں سے ہر ایک کو نیکی کا حکم دینا چاہیے اور برائی سے روکنا چاہیے ورنہ بدترین لوگ تم پر مسلط ہو جائیں گے پھر تمہارے نیک لوگ بھی دعا کریں گے تو قبول نہ ہوگی (الکافی ج۵ ص ۵۶)

گناہوں کو ختم کرنے میں درود کا کردار

"قَالَ(ع): مَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى مَا يُكَفِّرُ بِهِ ذُنُوبَهُ فَلْيُكْثِرْ مِنَ الصَّلَوٰةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ فَإِنَّهَا تَهْدِمُ الذُّنُوبَ"

جس کے پاس اپنے گناہوں کا کفارہ دینے اور ان کا جبران کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر کثرت سے درود بھیجے کیونکہ درود گناہوں کو ختم کر دیتا ہے (عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۹۴)

"قَالَ(ع): اَلصَّلَوٰةُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ التَّسْبِيحَ وَ التَّهْلِيلَ وَ التَّكْبِيرَ"

محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے کا خدا کی بارگاہ میں وہی اجر ہے جو تسبیح (سبحان اللہ کہنے) تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنے) اور تکبیر (اللہ اکبر کہنے) کا ہے (امالی صدوق ص ۷۳)

"قَالَ(ع): لَوْ خَلَتِ الْأَرْضُ طَرْفَةَ عَيْنٍ مِنْ حُجَّةٍ لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا"

اگر زمین ایک لحظہ (پلک جھپکنے جتنا وقت) بھی حجت خدا سے خالی ہو تو اہل زمین سمیت دھنس جائے (عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۷۲)

"قَالَ(ع): عَلَيْكُمْ بِسِلَاحِ الْأَنْبِيَاءِ فَقِيلَ لَهُ: وَمَا سِلَاحُ الْأَنْبِيَاءِ؟ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ! فَقَالَ(ع): اَلدُّعَاءُ"

تمہارے پر لازم ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسلحے سے استفادہ کرو، کہا گیا انبیاء کرام کا اسلحہ کیا چیز ہے؟ جواب میں فرمایا خدا کی طرف متوجہ ہونا اس کو پکارنا اور اس سے مدد طلب کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کا ہتھیار ہے (الکافی ج ۲ ص ۴۶۸)

"قَالَ(ع): صَاحِبُ النِّعْمَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ التَّوْسِعَةُ عَلَى عِيَالِهِ"

صاحب نعمت پر واجب ہے کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں تنگ دستی کا مظاہرہ نہ کرے (الکافی ج ۴)

بیماری مومن کیلئے سبب رحمت

"قَالَ(ع): اَلْمَرَضُ لِلْمُؤْمِنِ تَطْهِيرٌ وَ رَحْمَةٌ وَ لِلْكَافِرِ تَعْذِيبٌ وَ لَعْنَةٌ، وَ إِنَّ الْمَرَضَ لَا يَزَالُ بِالْمُؤْمِنِ حَتَّى لَا يَكُونَ عَلَيْهِ ذَنْبٌ"

بیماری مومن کیلئے رحمت اور گناہوں سے پاک ہونے جبکہ کافر کیلئے عذاب اور لعنت (رحمت خدا سے دور ہونے) کا سبب ہے پھر ارشاد فرمایا مومن ہمیشہ مریض رہتا ہے جب تک گناہوں سے مکمل طور پر پاک نہ ہو جائے (ثواب الاعمال و عقاب الاعمال ص ۱۹۲)

"قَالَ(ع): إِذَا اكْتَهَلَ الرَّجُلُ فَلَا يَدَعْ أَنْ يَأْكُلَ بِاللَّيْلِ شَيْئًا فَإِنَّهُ أَهْدَأُ لِنَوْمِهِ وَ أَطْيَبُ لِلنَّكْهَةِ"

جب کوئی شخص بوڑھا اور ضعیف ہو جائے تو لازماً سونے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھائے کہ اس سے اچھی نیند اور زوجہ کے حقوق ادا کرنے پر قدرت حاصل ہوگی۔

(الکافی ج ۶ ص ۲۸۸)

"قَالَ(ع): إِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الْإِمَامِ قِسْطُهُ وَ عَدْلُهُ، إِذَا قَالَ صَدَقَ وَ إِذَا حَكَمَ عَدَلَ، وَ إِذَا وَعَدَ أَنْجَزَ"

معاشرتی رہنماؤں سے تین چیزوں کا مطالبہ عادلانہ ہے ہمیشہ سچ بات کہے فیصلہ میں عدل وانصاف کرے، وعدے پورے کرے۔

(کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ ج ۲ ص ۳۱۹)

"قَالَ(ع): لَا يَجْتَمِعُ الْمَالُ إِلَّا بِخَمْسِ خِصَالٍ: بِبُخْلٍ شَدِيدٍ، وَ أَمَلٍ طَوِيلٍ، وَ حِرْصٍ غَالِبٍ، وَ قَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَ إِيثَارِ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ"

پانچ خصلتوں کے بغیر مال جمع نہیں ہو سکتا ہے: بخیل ہونا، لمبی امیدیں رکھنا، دنیا پر حریص ہونا، قطع رحمی اختیار کرنا، آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا (وسائل الشیعہ ج ۲۲ ص ۵۲)

"قَالَ(ع): لَوْ أَنَّ النَّاسَ قَصَّرُوا فِي الطَّعَامِ لَاسْتَقَامَتْ أَبْدَانُهُمْ"

اگر لوگ کم کھانا کھاتے تو یقیناً ان کے بدن سالم رہتے (بحار الانوار ج ۵۹ ص ۱۴۲)

"قَالَ(ع): مَنْ خَرَجَ فِي حَاجَةٍ وَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِمَاءِ الْوَرْدِ لَمْ يُرْهِقْ وَجْهَهُ قَتَرٌ وَ لَا ذِلَّةٌ"

جو کسی ضرورت کیلئے نکلتے وقت چہرے پر عرق گلاب مل لے، ذلت وخواری سے دوچار نہیں ہوگا (وسائل الشیعہ ج ۱۲ ص ۱۴۹)

"قَالَ(ع): إِنَّ فِي الْهِنْدِبَاءِ شِفَاءً مِنْ أَلْفِ دَاءٍ مَا مِنْ دَاءٍ فِي جَوْفِ الْإِنْسَانِ إِلَّا قَمَعَهُ"

کاسنی میں ہزار بیماری کی شفا موجود ہے کاسنی ہر قسم کی اندرونی بیماری کی جڑ کاٹ دیتی ہے (وسائل الشیعہ ج ۲۵ ص ۱۸۲)

"قَالَ(ع): اَلسَّخِيُّ يَأْكُلُ طَعَامَ النَّاسِ لِيَأْكُلُوا مِنْ طَعَامِهِ وَ الْبَخِيلُ

لا یَأکُلُ طَعامَ النّاسِ لِکَیلا یَأکُلوا مِن طَعامِہٖ"

سخی لوگ دوسروں کی غذا (بخوشی) کھاتے ہیں تا کہ دوسرے بھی اس کی غذا کھائیں جبکہ بخیل کسی کا کھانا قبول نہیں کرتا کہ کہیں دوسرے اس کی غذا نہ کھا جائیں (الکافی ج ۴ ص ۴۱)

"قالَ (ع): شیعَتُنا المُسَلِّمونَ لِأمرِنا، الآخِذونَ بِقَولِنا، المُخالِفونَ لِأعدائِنا، فَمَن لَم یَکُن کَذٰلِکَ فَلَیسَ مِنّا"

ہمارے شیعہ وہ ہیں جو ہمارے حکم کے مقابل سراپا تسلیم ہوتے ہیں، ہماری بات کو لیتے ہیں (ضائع نہیں کرتے) ہمارے دشمنوں کے مخالف ہوتے ہیں اور جو بھی ایسا نہ ہو تو وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے)

(وسائل الشیعہ ج ۲۷)

آلِ اطہارؑ کے مصائب اور احیاءالقلوب

"قالَ (ع): مَن تَذَکَّرَ مُصابَنا فَبَکیٰ وَأبکیٰ لَم تَبکِ عَینُہٗ یَومَ تَبکِی العُیونُ، وَمَن جَلَسَ مَجلِساً یُحییٰ فیہِ أمرُنا لَم یَمُت قَلبُہٗ یَومَ تَموتُ القُلوبُ"

جو ہمارے مصائب یاد کر کے روئے اور رلائے، جس دن سب آنکھیں رو رہی ہوں گی اس کی آنکھ نہ روئے گی اور جو کسی ایسی مجلس محفل میں بیٹھے گا جس میں ہمارے امر کا احیاء ہو (ہمارے علوم و فضائل کا تذکرہ ہو) اس دن اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۹۴)

"قالَ (ع): المُستَتِرُ بِالحَسَنَۃِ یَعدِلُ سَبعینَ حَسَنَۃً، وَالمُذیعُ بِالسَّیِّئَۃِ مَخذولٌ، وَالمُستَتِرُ بِالسَّیِّئَۃِ مَغفورٌ لَہٗ"

چھپ کر نیکی انجام دینا ستر نیکیوں کے برابر ہے اور گناہ کی اشاعت کرنا رسوائی کا سبب ہے جبکہ گناہ کو چھپانا مغفرت و بخشش کا سبب ہے (الکافی ج ۲ ص ۴۲۸)

"أنَّہٗ سُئِلَ مَا العَقلُ؟ فَقالَ (ع): التَّجَرُّعُ لِلغُصَّۃِ وَمُداھَنَۃُ الأعداءِ وَمُداراۃُ الأصدِقاءِ"

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال ہوا عقل و ہوشیاری کیا ہے؟ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا غصہ پی جانا، دشمن کی چالوں کو سمجھنا، دوستوں سے در گزر کرنا (المحاسن ج ۱ ص ۱۹۵)

"قالَ (ع): ما بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیّاً إلّا بِتَحریمِ الخَمرِ وَأن یُقِرَّ بِأنَّ اللّٰهَ یَفعَلُ ما یَشاءُ"

خداوند عالم نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کی شریعت میں شراب کو حرام قرار دیا اسی طرح سب انبیاء کرام علیہم السلام معتقد تھے کہ خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے (ہدایۃ الامۃ الیٰ احکام الائمہ ج ۸ ص ۲۲۶)

"قالَ (ع): لا تَترُکوا الطّیبَ فی کُلِّ یَومٍ فَإن لَم تَقدِروا فَیَومٌ وَیَومٌ فَإن لَم تَقدِروا فَفی کُلِّ جُمُعَۃٍ"

کوشش کرو روزانہ خوشبو استعمال کرو اور اگر نہیں کر سکتے تو ایک دن چھوڑ کر ایک دن استعمال کرو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو (کم از کم) ہر جمعہ استعمال کرو (زمان و مکان کی رعایت کے ساتھ) (مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل ج ۲ ص ۴۹)

حکومتی ذمہ دار جھوٹ بولیں تو بارش نہیں ہوتی

"قالَ (ع): إذا کَذَبَ الوُلاۃُ حُبِسَ المَطَرُ وَإذا جارَ السُّلطانُ ھانَتِ الدَّولَۃُ وَإذا حُبِسَتِ الزَّکاۃُ ماتَتِ المَواشی"

جب سربراہان حکومت جھوٹ بولتے ہیں تو بارشیں رک جاتی ہیں اور جب مملکت کے سربراہ ظلم کریں گے تو حکومت (کی بنیاد) کمزور ہو جائے گی اور اگر لوگ زکات و خمس نہیں دیں گے تو مویشی ہلاک ہوں گے (الامالی مفید ص ۳۱۰)

"قالَ (ع): المَلائِکَۃُ تُقَسِّمُ أرزاقَ بَنی آدَمَ ما بَینَ طُلوعِ الفَجرِ إلیٰ طُلوعِ الشَّمسِ فَمَن نامَ فیما بَینَھُما نامَ عَن رِزقِہٖ"

طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان فرشتے رزق تقسیم کرتے ہیں تو جو اس دوران سویا رہتا ہے اپنے رزق سے غافل (محروم) رہتا ہے۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۰۲)

"قالَ (ع): مَن فَرَّجَ عَن مُؤمِنٍ فَرَّجَ اللّٰهُ قَلبَہٗ یَومَ القِیامَۃِ"

جو کسی مومن (کی مشکل برطرف کر کے) اس کے دل کو شاد کرتا ہے خداوند کریم روز قیامت اس کے دل کو شاد فرمائے گا (الکافی ج ۲ ص ۲۰۰)

"قالَ (ع): إنّا لَنَعرِفُ الرَّجُلَ إذا رَأیناہُ بِحَقیقَۃِ الإیمانِ وَبِحَقیقَۃِ النِّفاقِ"

ہم اہل بیت عصمت و طہارت جب کسی کا جائزہ لیتے ہیں تو حقیقت ایمان و نفاق کے ذریعے (یعنی اس کے اعتقاد قلبی اور رجحان باطنی کو مد نظر رکھتے ہیں۔

(بحار الانوار ج ۲۲ ص ۳۱۲)

قَالَ(ع): اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ فِیهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ: سُنَّةٌ مِنَ اللّٰهِ وَسُنَّةٌ مِنْ نَبِیِّهِ وَسُنَّةٌ مِنْ وَلِیِّهِ، فَاَمَّا السُّنَّةُ مِنَ اللّٰهِ فَکِتْمَانُ السِّرِّ، فَاَمَّا السُّنَّةُ مِنْ نَبِیِّهِ مُدَارَاةُ النَّاسِ، فَاَمَّا السُّنَّةُ مِنْ وَلِیِّهِ فَالصَّبْرُ عَلَی النَّائِبَةِ"

کوئی شخص اس وقت تک حقیقت ایمان کو نہیں پا سکتا جب تک اس میں تین خصلتیں نہ پائی جائیں: ایک خصلت خداوند ستارالعیوب کی کہ لوگوں کے رازوں پر پردہ ڈالے ایک خصلت پیغمبر اکرم کی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور ایک خصلت ولی خدا کی کہ سختیوں میں صبر اختیار کرے (اصول کافی ج ۲ ص ۲۴۱)

قَالَ(ع): اِنَّ الصَّمْتَ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْحِکْمَةِ یَکْسِبُ الْمَحَبَّةَ، اِنَّهُ دَلِیْلٌ عَلٰی کُلِّ خَیْرٍ"

خاموشی دانائی و حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اس سے دلعزیزی حاصل ہوتی ہے اور ہر نیکی کیلئے رہنما ہے (اصول کافی ج ۲ ص ۱۱۳)

قَالَ(ع): مِنَ السُّنَّةِ التَّزْوِیْجُ بِاللَّیْلِ، لِاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ اللَّیْلَ سَکَنًا، وَالنِّسَاءُ اِنَّمَا هُنَّ سَکَنٌ"

رات کو تزویج سنتوں میں سے ہے کیونکہ خداوند عالم نے رات کو سکون کا ذریعہ قرار دیا ہے اور خاتون بھی سکون بخشتی ہے (اصول کافی ج ۵ ص ۳۶۶)

قَالَ(ع): مَا مِنْ عَبْدٍ زَارَ قَبْرَ مُؤْمِنٍ فَقَرَاَ عَلَیْهِ (اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ) سَبْعَ مَرَّاتٍ، اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَلِصَاحِبِ الْقَبْرِ"

جو کسی مومن کی قبر کی زیارت کرے اور اس پر سات دفعہ سورہ قدر کی قرأت کرے تو خدا اس کو اور قبر والے کو معاف کر دیتا ہے (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۲۷۷)

قَالَ(ع): اَلْاَخُ الْاَکْبَرُ بِمَنْزِلَةِ الْاَبِ"

بڑا بھائی باپ کا قائم مقام ہے (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۳۹۳)

قَالَ(ع): اِنَّمَا تَغْضَبُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَا تَغْضَبْ لَهُ بِاَکْثَرَ مِمَّا غَضِبَ عَلٰی نَفْسِهِ"

اگر (کسی اور پر) خدا کیلئے غصہ ہوتے ہو تو اس سے زیادہ نہ ہو جتنا خدا کے لئے اپنے اوپر غضبناک ہوتے ہو (عیون اخبار الرضا)

بہترین کام زراعت

قَالَ(ع): خَیْرُ الْاَعْمَالِ الْحَرْثُ، تَزْرَعُهُ فَیَاْکُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، اَمَّا الْبَرُّ فَمَا اَکَلَ مِنْ شَیْءٍ اِسْتَغْفَرَ لَکَ، وَاَمَّا الْفَاجِرُ فَمَا اَکَلَ مِنْهُ مِنْ شَیْءٍ لَعَنَهُ، وَیَاْکُلُ مِنَ الْبَهَائِمِ وَالطَّیْرِ"

بہترین کام کاشتکاری ہے کیونکہ اس کی کوشش کا پھل برے سب کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ نتیجے میں نیک لوگوں کے فائدہ اٹھانے کی صورت میں گناہ معاف ہوتے ہیں اور بدکاروں کے فائدہ اٹھانے کی صورت میں ان پر لعنت ہوتی ہے اسی طرح اس کی کوشش سے چرند پرند سب فائدہ اٹھاتے ہیں (اصول کافی ج ۵ ص ۲۶۰)

قَالَ(ع): مَنْ تَرَکَ السَّعْیَ فِیْ حَوَائِجِهِ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ قَضَی اللّٰهُ لَهُ حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَرَّتْ بِنَا فِی الْجِنَانِ عَیْنُهُ"

جو روز عاشور دنیاوی حاجات چھوڑ دیتا ہے (مشغول عزاداری رہتا ہے) خداوند متعال اس کی دنیا و آخرت کی حاجات پوری فرمائے گا اور بہشت میں اس کی آنکھوں کو ہمارے اہل بیتؑ اطہار کے دیدار سے منور فرمائے گا (عیون اخبار الرضا ج ا ص ۲۹۹)

✿✿......✿......✿✿

(بقیہ ...... علاقہ پچادہ میں محرم الحرام کی رپورٹ)

۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۲ء تک کاظمین جانئ کے علاقہ میں جو تبلیغی کام ہوا وہ دنیا نے کیلئے قابل دید ہے۔ ہر سال پچھے اور علمی مبلغ دین، امام خمینیؒ ٹرسٹ کے شعبہ تبلیغات کے زیر نگرانی اس علاقہ پچادہ میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں۔

امسال عشرہ محرم الحرام ۲۰۱۶ء میں علاقہ پچادہ میں دین کی تبلیغ کیلئے ۲۰ مبلغین کو بھیجا گیا جنہوں نے وہاں کے مومنین کو فضائل و مصائب آل محمدؐ سے مستفید کیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر مقیم مستقل آئمہ جمعہ و جماعت کو بھی اپنی خدمات انجام دینے کا بھرپور موقع دیا گیا۔

مبلغات کا تبلیغی مشن محرم الحرام سال ۲۰۱۶ء

علاقہ پچادہ میں جہاں مبلغین اپنی دینی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں وہاں مبلغات بھی تبلیغی حوالے سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہیں جو تمام بستیوں میں تبلیغی پروگرام کرتی ہیں اور وہاں کی مستورات کو ہر حوالے سے دین کی راہ دکھاتی ہیں۔ الغرض اس عشرہ محرم الحرام میں بھی کوشش کی گئی کہ وہاں کے ہر خاص و عام تک حضرت امام حسین علیہ السلام کے پیغام اور مقصد کو پیش کیا جائے تاکہ خاطر خواہ نتائج حاصل کئے جائیں اور وہاں کے مومنین میں عزاداری کا شعور بیدار ہو

علاقہ پچادہ میں منعقدہ عشرہ محرم الحرام سال 2016ء کی تبلیغی رپورٹ کا خلاصہ

تحریر.....مولانا زبیر الحسن عسکری (شعبہ تبلیغات امام خمینیؒ ٹرسٹ ماڑی انڈس)

علاقہ پچادہ ضلع راجن پور میں ایک ایسی پسماندہ ترین جگہ ہے جہاں روزمرہ زندگی کے امور سرانجام دینا ایک شہر میں رہنے والے آدمی کیلئے مشکل اور سخت ہیں اس علاقہ کو فضل جانی کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اس علاقہ پچادہ میں دس موضع جات ہیں جن کو مختلف بستیوں میں تقسیم کیا گیا ہے تمام تر علاقہ ریگستانی ہے اور یہاں کے لوگوں کا پیشہ زیادہ تر گلہ بانی ہے۔

اس علاقہ کی آبادی اور زراعت کا انحصار بارش کے پانی پر ہے۔ اس علاقہ کے مغرب کی طرف رکنی بلوچستان اور فورٹ منرو کا پہاڑی سلسلہ ہے انہی پہاڑوں سے اپنی ڈھلوان کی صورت میں بہتا ہوا فضل جانی کے علاقہ میں آتا ہے اور اس سے یہ لوگ زراعت و کھیتی باڑی کرتے ہیں وگرنہ زندگی مفلوج ہو جاتی ہے اور لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس علاقہ کی خاص بات یہ ہے کہ زیادہ تر آبادی اہل تشیع کی ہے مگر تعلیمی ترقی نہ ہونے اور وسائل کم ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگ سادہ لوح و نا خواندہ ہیں۔

سنہری دور کی ابتداء

سال ۲۰۰۷ء کو یہاں کے لوگ سنہری دور کی ابتداء کہتے ہیں کیونکہ اس سال یہاں کے لوگوں کی مسکراہٹیں اور ہریالی واپس لوٹ آئی بلکہ ایسا کیوں نہ کہیں کہ ایک انقلاب نے ۲۰۰۷ء میں فضل جانی کے صحرائی علاقے میں جنم لیا اور اس علاقہ کی قسمت ہی بدل دی جب حجۃ الاسلام والمسلمین چیئرمین امام خمینیؒ ٹرسٹ، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل جناب علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی صاحب نے یہاں قدم رنجا فرمایا تو یہاں کے لوگوں نے درک کیا کہ جیسے ان کی طرف ایک مسیحا خدا نے بھیج دیا ہو۔ علامہ صاحب نے اپنے نمائندگان کے ساتھ جب اس علاقے کا وزٹ کیا اور اس بنجر علاقہ کو پانی سے سیراب کرنے، علمی، فکری، تبلیغی اور فلاحی امور سرانجام دینے کا بیڑا اپنے سر اٹھایا اور وہاں کے مومنین کو خوشحالی کی ضمانت امام خمینیؒ ٹرسٹ نے دی تو اس طرح یہاں کے ریگستان سبزہ زار میں تبدیل ہوتے دکھائی دینے لگے اور ایک سنہری دور کا آغاز ہوا۔

امام خمینیؒ ٹرسٹ ایک امید کی شمع

۲۰۰۷ء میں جب اس علاقہ میں امام خمینیؒ ٹرسٹ کی طرف سے رفاہی، ضمانتی، دینی و تبلیغی کام شروع ہوئے، لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کیلئے پانی پینے کیلئے ٹربائن کا انتظام، صحت و صفائی کیلئے ڈسپنسری، تعلیم و تربیت کا انتظام اور دین مبین کی اشاعت کو سرفہرست رکھا گیا تاکہ لوگ ہر شعبہ زندگی سے واقفیت حاصل کر کے ایک منظم زندگی کی راہ پر گامزن ہوں۔

عشرہ محرم الحرام

سال ۲۰۰۸ء سے یہاں کے مومنین کو بابصیرت بنانے کیلئے عشرہ محرم الحرام میں عزاداری مظلوم کربلا حضرت امام حسینؑ کیلئے خصوصی اہتمام کیا گیا جس کا سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔ ہر سال ماہ محرم اور صفر المظفر میں ایام عزا کی مناسبت سے ٹرسٹ کے شعبہ تبلیغات کے زیر انتظام عشرہ اور خمسہ منعقد کیا جاتا ہے۔ حسب سابق امسال ۲۰۱۶ء میں بھی عشرہ محرم الحرام بڑی عقیدت اور احترام سے منایا گیا جس میں مقصد حضرت امام حسین علیہ السلام کے حقائق سے آگاہی دینے کیلئے اور اس عظیم مقصد انسانیت کو موثر انداز میں وہاں کے مومنین تک پہنچانے کیلئے کافی تجربہ کار علماء و خطباء جو زیادہ تر قم المقدسہ اور نجف اشرف سے تبلیغی انتظام پر آئے ان کو اس تبلیغی سیٹ اپ میں شامل کیا گیا۔

مبلغین کا تبلیغی مشن سال ۲۰۱۶ء

امام خمینیؒ ٹرسٹ کی تعلیمی و تبلیغی سرگرمیاں کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔

(باقی ص نمبر 46 کالم نمبر 2 پر)

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

کوئی لپٹ کے تو روئے جوان لاشوں سے
اس لئے تو وہ بیٹوں کو مائیں دیتا ہے

✿ 9 کتوبر کوریتاں سیداں (سیالکوٹ) سے ذاکر سید شکیل کاظمی جو صرف ایک انسان نہیں۔ میرے لئے ایک دنیا ہیں ان کی والدہ گرامی ایک عزادار خاندان کی سربراہ تھیں اور مجھے بیٹیوں کی طرح نہیں، میری بیٹی تھیں۔ ان کے انتقال کی خبر اسلام آباد سے ملی۔ تو میں نے انہیں فون کیا۔ یہ خبر ابھی گرم ہی تھی۔ ماں نہ رہے تو سارے رشتے دم توڑ جاتے ہیں۔ میں اپنی بیماری کے سبب سفر کرنے کے قابل نہیں۔ جہاں جہاں ہوسکا فاتحہ پڑھائی۔ اپنے قلم سے لکھی ہوئی احادیث وفرامین اور پیام زینبؑ کی تحریریں ان کا صدقہ جاریہ قرار پائے گر بیٹے کو صبر آئے۔ یہ سارے دلاسے دم توڑ جائیں۔ وہ یقیناً اپنے آباؤ اجداد کے پاس جا پہنچی ہیں۔ اللہ عزوجل انہیں باب الحوائج حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا جوار نصیب کرے جن کی ان سے نسبی نسبت تھی۔

✿ لاہور سے یادگار اختر چنیوٹی مرحوم سید احسن عمرانی کی رفیقۂ حیات انہیں تنہا چھوڑ گئیں۔ زندگی کا یہ حصہ جو وہ گزار رہے ہیں وہ کتنا کرب ناک ہوتا ہے اس کا تصور ہی روح کو مضطرب کر دیتا ہے۔ اب انہیں تنہا رہنا ہوگا کیسے؟ یہ وقت ساتھ ساتھ محسوس کرا دیتا ہے۔

✿ ڈیری پیراں (چنڈ دادخان) سے میرے انتہائی محسن سید موسیٰ کلیم حیدر گیلانی کے بھائی سید شکیل حیدر گیلانی 3 اگست کو اپنے بھائی حیدر گیلانی کے پاس چلے گئے دو بھائی نہ رہیں تو انسان کی زندگی کیسے گزرتی ہے؟ یہ تصور ہی انسان کو توڑ پھوڑ کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ عزوجل انہیں برزخ میں اپنے آباؤ اجداد کے حصار میں رکھے۔ میں تو ابھی تک حیدر گیلانی پہ بمشکل ایک آرٹیکل لکھ پایا تھا۔ اللہ عزوجل انہیں خاص پناہ میں رکھے اور آسودگی عطا فرمائے۔

✿ سید موسیٰ حیدر سرکار اطلاع دے رہے تھے کہ حجرہ شاہ مقیم نزد شیر گڑھ حال ضلع اوکاڑہ سے معروف علمی شخصیت علامہ سید آصف گیلانی 20 اکتوبر کو اپنے برزخی خاندان میں جا چکے ہیں۔ محافل ومجالس کی زینت ہوا کرتے تھے کریم وقار انہیں اپنی کریمی سے بھرپور نوازے۔

☆ معروف ذاکر اہل بیتؑ ساجد حسین ذکی محرم الحرام میں اس دنیا سے چل بسے

✿ خورشید سوز بہت بڑے ذاکر تھے۔ امسال وہ پکی شاہ مردان اوراچ بلوٹ شریف میں محرم پڑھ رہے تھے کہ اچانک رات کو ان کی طبیعت خراب ہوگئی پھر سنبھل نہ سکے اور دارفنا سے دار بقا کی طرف چلے گئے۔

✿ مسلم ٹاؤن راولپنڈی سے عزادار قیصر شیرازی کے جواں سال داماد سید صادق رضا 9 اکتوبر کو عالم شباب میں انتقال کر گئے۔ راقم الحروف خوران کے ہاں فاتحہ خوانی کیلئے حاضر ہوا۔

✿ جامعہ امام خمینیؒ کے سینئر طالب علم مولانا ذوالقرنین حیدر لغاری کی والدہ وفات پا گئی ہیں۔

معزز قارئین سے التماس ہے کہ وہ ان تمام مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے پانچ مرتبہ درود پاک اور سورہ فاتحہ پڑھ کر ان کی روح کو نذر کر دیں۔ (ادارہ)

نوحہ

اختر چنیوٹی

زینبؑ اسیر رنج و الم شام آ گئی
عابدؑ کے رک رہے ہیں قدم شام آ گئی
آنکھوں میں پھر رہی ہے وصیت رسولؐ کی
اے وارثانِ لوح و قلم شام آ گئی
نیزے پہ سر بلند ہوا سر حسینؑ کا
تاریخ ہو رہی ہے رقم شام آ گئی !
بالوں سے منہ کو ڈھانپ لے اے بانوئے حزیں
اکبرؑ کے گیسوؤں کی قسم شام آ گئی !
زینبؑ ہجومِ عام سے کرنے لگی خطاب
باطل کا کھل رہا ہے بھرم شام آ گئی
چہرے پہ قیدیوں کی لکیریں ہیں خون کی
تاریخ ہو رہی ہے رقم شام آ گئی
اخترؔ پھر اٹھ رہا ہے جنازہ رسولؐ کا
تازہ ہوا بتولؑ کا غم شام آ گئی